ھُوْ
اللہُ
محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فارسی متن مع اردو ترجمہ

تصنیف لطیف

سلطان الفقر، سلطان العارفین، برہان الواصلین

حضرت سلطان باہوؒ

حق باہوؒ منزل، گلشن راوی لاہور

مترجم و شارح

پروفیسر ڈاکٹر کے، بی، نسیم
ایم اے (پنجاب) پی، ایچ۔ ڈی (مانچسٹر)
سابق ڈین السنۂ شرقیہ، پشاور یونیورسٹی

نام کتاب ———— دیدار بخش خورد
مترجم و شارح ———— پروفیسر ڈاکٹر کے، بی، نسیم
مطبع ———— انتخاب جدید پریس لاہور
تعداد اشاعت ———— ایک ہزار
کاتب ———— فضل الٰہی حضرت کیلیانوالہ
جلد بندی ———— جاوید بک بائینڈنگ ورکس لاہور
ہدیہ ———— تقسیم فی سبیل اللہ برائے فیض خلق خدا

بار اوّل جنوری ۱۹۹۷ء

ملنے کا پتہ

۱۔ حق باہُو منزل، ۱۴۴ جی، گلشن راوی، لاہور

۲۔ المختار قرآن اکیڈیمی، ۴ رسول پارک، نیا مزنگ لاہور

فہرست مضامین

تقریظ

جناب پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب وائس پرنسپل گورنمنٹ کالج،
کوئٹہ، بلوچستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ دیدار بخش خورد تصنیف سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ العزیز جو جناب نے اصل فارسی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ ریویو کے لیے ارسال فرمایا ہے، اس کا مطالعہ کیا۔ اس رسالہ کا کوئی اور نسخہ میری نظر میں کہیں پر دستیاب نہیں ہے۔ تاہم اس کا بغور مطالعہ کرنے پر یہ نکات سامنے آئے ہیں:۔

۱۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے مروجہ طریق کے مطابق اس رسالہ کا آغاز نظر نہیں آتا۔ اس لیے قیاس ہوتا ہے کہ کوئی اہم پیراگراف رسالہ کے شروع سے متعلق غائب ہو چکا ہے۔

۲۔ متن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ یقیناً حضرت قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف ہی ہے، کیونکہ تعلیمات اور طرز کلام انہیں کا ہی ہے۔

۳۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اپنی جن تعلیمات و تلقین ارشاد پر دیگر تصانیف میں اصرار فرمایا ہے، ان میں چند کا تکرار اس رسالہ میں بھی ملتا ہے اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہاں الفاظ اور جملے بڑے امتیاز کے ساتھ اور منفردانہ انداز میں ملتے ہیں، جو دیگر تصانیف کے انداز سے مختلف، مگر زیادہ مؤثر ہیں۔ مثلاً در بیان علم، در بیان شرح دیدار، در بیان تصور اسم اللہ سے معرفت۔

"شرح دیدار" کے سلسلہ میں تو سلطان الفقر کے وسیلہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔

ترجمہ نہایت موزوں اور سلیس ہے۔

المخلص

سلطان الطاف علی، کوئٹہ، ۱۹۶۲۔۱۱۔۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

"روحی شریف"، "تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقا"، "مجالستہ النبی"، "اورنگ شاہی"، "عین الفقر"، "دیوان باہو"، (فارسی)، "کشف الاسرار"، "کلید جنت"، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار"، "مفتاح العارفین"، اور "اسرار القادری" کے بعد "دیدار بخش خورد" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ سولھویں قلمی تصنیف ہے، جو راقم الحروف کی جانب سے ذاتی طور پر تدوین وار دو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کا یہی واحد قلمی نسخہ "دیدار بخش خورد" ہے، جو مجھے دستیاب ہوا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ "دیدار بخش خورد" کا کوئی اور نسخہ نہ مل سکا۔ جس کے ساتھ اس کا تقابل کیا جا سکتا۔ یہ جناب حضرت میر محمدؐ صاحب آف اسلام آباد کا مہیا کردہ ہے۔ اس پر نہ تو کاتب کا نام درج ہے اور نہ ہی سن کتابت مذکور ہے۔

اگرچہ مسودہ کے شروع میں مسودہ کا نام نہیں لکھا ہوا، مگر اسلوب بیان سے یہ سلطان صاحبؒ کا ہی نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ ویسے بھی مسودہ میں آگے چل کر وہ اپنے مروجہ طریقہ کے مطابق اپنا نام، والد بزرگوار کا نام اور حسب نسب صریح طور پر تحریر فرماتے ہیں۔

زیر نظر مسودہ پر جناب پروفیسر صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب نے نظر ثانی فرمائی اور چند مفید مشورے عطا فرمائے۔ میں جناب صاحبزادہ صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

آخر میں اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ وہ اپنے محبوب برحق رحمۃ اللعالمین سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل میری اس حقیر سی کاوش کو قبولیت سے نواز دے۔ "آمین"

احقر
کے۔بی۔نسیم
جی ۱۴۴، گلشن راوی، لاہور

جنوری ۱۹۹۷ء

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے مختصر سوانح حیات

دین حق کے فروغ اور ترویج کے لیے اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام نے چار دانگ عالم میں علمی، فکری اور روحانی سطح پر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور اسلام کے نور سے قریہ قریہ اور بستی بستی سینوں کو منور کرنے کا جو فریضہ ادا کیا ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام مذاہب عالم میں اپنی حقانیت اور اپنی آفاقی تعلیمات کی بدولت سرفہرست نظر آتا ہے اور علمی، عملی اور فکری سطح پر یہ تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ بطور نظام حیات اسلام کے عملی نفاذ کے امکانات پہلے سے کہیں زیادہ روشن اور درخشندہ ہیں۔ آج کے بے سکوں اور بے طمانیت معاشروں میں یہ احساس جڑ پکڑ رہا ہے کہ اگر دنیا امن و سلامتی اور عافیت کی تلاش میں ہے، تو اسے سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دہلیز پر جھک جانا ہوگا۔ اپنی اخروی زندگی کو سنوارنے کے لیے اپنے آپ کو عشق مصطفٰےؐ سے سرشار کرنا ہوگا۔ پھر یقین جانیئے گا کہ بحر و بر اس کے گوشۂ دامن میں آجائیں گے۔
علامہ اقبال نے اسی موقعہ کی مناسبت سے کہا تھا:

ہر کہ عشق مصطفٰےؐ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

امن عالم کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک ہم دلوں میں خوف خدا پیدا نہ کرلیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتۂ غلامی کو از سر نو استوار نہ کرلیں۔ خوف خدا تصوف کا پہلا سبق ہے۔ اسی لیے خانقاہی نظام کی بحالی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سنگ میل ہے، جو قافلوں کی صحیح اور درست سمت میں راہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ تصوف قرآن و سنت کی روحانی تعبیر کا دوسرا نام ہے۔
اس پس منظر میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی تصوف کی بیشتر

تصانیف خانقاہی نظام کی بحالی کی راہ میں گویا روشن چراغ ہیں۔

حضرت سلطان باہوؒ سلسلۂ قادری کے وہ جگمگاتے ماہتاب ہیں جن کے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ آپ کا مقام تصوف کی زبان میں فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ آپ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے ہیں[1]۔ آپ ضلع جھنگ پنجاب کے ایک قصبے شور کوٹ (اور بعض سینہ بسینہ زبانی روایات کے مطابق انگہ شریف، ضلع خوشاب) میں ۱۰۳۹ ہجری بمطابق ۱۶۳۱ عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت محمد بازیدؒ اپنے وقت کے ولی کامل، حافظ قرآن، متشرع اور فقیہ مسئلہ دان بزرگ ہوئے ہیں، جو سلطنت مغلیہ کے خاص منصب دار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مائی راستیؒ بھی اپنے وقت کی ولیہ کاملہ ہوئی ہیں۔ حضرت سلطان باہوؒ اپنی کتب متبرکہ میں اس بات کا بار بار شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باہوؒ رکھا۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کے اسم مبارک میں وہ باطنی مقناطیسی اور نوری قوت جاذبہ پائی جاتی ہے کہ اکثر طالبان حق نے جب آپ کا نام سن لیا ہے، تو بے اختیار آپ کے والہ و شیدا ہو گئے ہیں۔ آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری بمطابق ۱۶۹۱ء میں رحلت فرمائی ہے۔ آپ کا مزار مبارک ضلع جھنگ تحصیل شور کوٹ تھانہ گڑھ مہاراجہ سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے چناب سے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے جو زیارت گاہ خواص و عوام اور مرجع جملہ انام ہے۔ توحید کے متوالوں کا ہر وقت تانتا لگا رہتا ہے۔ چہار دانگ عالم سے جام عرفان کے متلاشی پروانہ وار جوق در جوق آپ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور تسکین دل و جان اور منزل مراد حاصل کرتے ہیں۔

بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ آپ اپنی زندگی میں محرم الحرام کے دنوں میں جو عرس اور یاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی منایا کرتے تھے، وہ آپ کا یوم وصال نہیں ہے، بلکہ آپ کا یوم وصال جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے، یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری بمطابق ۱۶۹۱ء ہے۔ اس عرس کے موقع پر ملک کے گوشے گوشے سے لوگ جوق در

---

[1] مناقب سلطانی از حضرت سلطان حامدؒ بن حضرت شیخ غلام باہوؒ، لاہور، ۱۳۴۵ ہجری: ص ۶

جوق حاضر ہوتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں یہ واحد مزار ہے، جس پر لاکھوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں اور سنت رسولؐ کے مطابق نعت خوانی کرتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں اور حق باہوؒ اللہ ہو کا ورد کرتے ہیں۔ کوئی میلہ ٹھیلہ تھیٹر وغیرہ نہیں لگتا۔ رقص و سرود اور فحش حرکات بالکل نہیں ہوتیں، اور یہ طریقہ ہی شرک و خرافات سے مبرا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کا طریقہ سروری قادری ہے۔ باقی سب طریقے اس کے تابع اور فروع ہیں، جیساکہ اس پاک طریقہ کے سردار اور پیشوا سلطان الاولیا حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا قول ہے۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّيْ ۔۔۔ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

(یعنی ہر ولی کا ایک خاص قدم ہے، لیکن میرا قدم اپنے جدّ بزرگوار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہے)

اور جس طرح حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانبیاء ہیں، اسی طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیاءؒ ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

غوث الاعظمؒ درمیان اولیاءؒ ۔۔۔ چون محمدؐ درمیان انبیاءؑ

اس ضمن میں آپؒ کا مشہور و معروف قول تمام اولیاء کرام پر فضیلت و برتری رکھنے پر دال ہے:

قَدَمِيْ هٰذَا عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ ؕ

(یعنی میرا قدم جملہ اولیاء کی گردن پر ہے)

علم تصوف میں حضرت سلطان باہوؒ نے ایک سو سے متجاوز کتابیں تحریر فرمائی ہیں، جو تصوف کے موضوع پر سند کی حیثیت رکھتی ہیں، لیکن بدقسمتی سے اب صرف چونتیس قلمی کتابوں کے علاوہ باقی کتابوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ ان قلمی تصنیفات کی تدوین و تراجم و تشریحات کا کام

بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے۔ اب تک ان کی سترہ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اور دو قلمی کتابیں "دیدار بخش خورد و کلاں" طباعت کے لیے تیار ہیں۔

آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قاری پر مطالعہ کے دوران ہی

ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اکثر طالبانِ حق ان کتب کے باقاعدہ مطالعہ ہی سے صاحبِ منزل ہو جاتے ہیں۔ حضرت فقیر نور محمد کلاچویؒ رقمطراز ہیں :-

"علمِ تصوف میں اس فقیر کا مطالعہ بہت وسیع رہا ہے اور تقریباً ہر زبان اور ہر زمان کے جملہ متقدمین و متاخرین سالکین و مشائخؒ کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا ہے، لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفینؒ کی کتابوں میں پائی ہے، دیگر تصانیف سے کہیں اس کی بُو بھی نہیں آئی۔ اور کس قدر مبارک ہیں وہ کان جو اس القائے حق سبحان سے شنوا ہیں اور کتنی سعادتمند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن کُنہ کُن اور علم من لدن سے بینا اور دانا ہے۔"[1]

گو مشہور ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ نے باطنی فیوضات سب سے پہلے راوی کے کنارے گڑھ بغداد میں ایک بزرگ شاہ حبیب اللہ قادریؒ اور پھر اُنکے پیر و مرشد حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری دہلویؒ، جو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے منصب دار تھے، سے حاصل کیے، مگر آپ کی تصانیف میں ان بزرگوں میں سے کسی کا ذکر واضح طور پر کہیں نہیں ملتا۔ ہاں البتہ پنجابی زبان کی سہ حرفی کے صرف ایک بند میں گڑھ بغداد کا ذکر ملتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ان بزرگوں سے باطنی طور پر فیضیاب ہوئے ہوں، مگر آپ کو باطن میں حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا ہے۔

آپ اپنی کتاب "امیر الکونین" میں فرماتے ہیں "کہ عرصہ تیس سال تک مرشد کامل کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس طویل عرصہ میں بے شمار مرشدوں کو دیکھا ہے اور ان میں سے اکثر کاملین و عارفین کو ملے اور ان کی جان و دل سے خدمت کی ہے اور ان کے فیوضات سے حظِ وافر حاصل کیا ہے۔" لیکن اس زمانے کے ان فیوضات اسماء و صفات سے آپ کا قلب قلزم سیراب نہیں ہو سکا، کیونکہ آپ کو ازل سے ہی ذاتی انوار کی فطرتی طلب اور تلاش تھی، آخر وسیع

---

[1] حق نمائے، ص ۱۲ - ۱۳ -

حوصلگی اور جذب و عشق حقیقی نے آپ کو اس سرورِ دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جمیع ذات ستودہ صفات تک پہنچا دیا اور اس بحرِ انوارِ ذات میں سے اس قدر حصۂ وافر حاصل کیا اور نورِ مطلق ہو کر فقر کے ایسے ارفع ترین مقام پر اپنے آپ کو پہنچایا، جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کا ہمسر نہ رہا۔ چنانچہ آپ "کلید التوحید" میں فرماتے ہیں :-

"یعنی جہاں میں پہنچا ہوں، وہاں پر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں تو لامکان کا شہباز ہوں۔ وہاں مکھی کو جگہ نہیں ملتی۔ وہاں لوح و قلم، عرش و کرسی، اور دونوں جہانوں کا دخل نہیں ہے۔ وہاں فرشتہ کی پہنچ ہے اور نہ وہاں سے ہوا و ہوس کی۔"

اپنی کتاب "توفیق الہدایت" میں آپ واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ باطنی ذرائع سے انہیں جو فیض ملا، اس نے انہیں "ظاہری مرشدی" کی حاجت سے بے نیاز کر دیا۔ "جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو اور اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل ہو اور جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم تلقین اور دستِ بیعت حاصل ہو اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو، اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی پشت پناہی میں انہوں نے سلوک کی تمام منازل طے کر لیں اور تلقین و ارشاد کے ایسے مقام پر فائز ہوئے کہ وہ طالبانِ حق کو اپنے سایۂ عاطفت میں تربیت کے حصول کی ایسی دعوت دیتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں اس کی مثال شاذ ہی ملتی ہے۔ رسالہ "روحی شریف" میں فرماتے ہیں :-

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم	ز ابتدا تا انتہا یکدم برم
طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا	تا رسانم روزِ اوّل با خدا

(یعنی جو کوئی بھی حق کا سچا، طالب ہو، تو میں (اس کی راہنمائی کے لیے) حاضر ہوں۔ میں ایک دم میں اسے ابتداء سے انتہاء تک پہنچا دوں گا۔ اے طالب (حق) آ اے طالب! آ اے طالب! آجا، تاکہ میں پہلے روز ہی تجھے خدا تک پہنچا دوں)۔

دیدار بخش خورد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِكَ نَسْتَعِیْنُ ط

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط[1] وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

بِیَدِكَ الْخَیْرُ ط اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط[2]

درود دم بدم، ساعت بساعت، باطاعت آیات قرآن ختم بحق ہزاران ہزار از حد بیشمار متبرکات صاحب لولاک قاب قوسین سر اسرار از مشرف دیدار پروردگار تجلۂ انوار طرفہ زد از حد زیادہ کار بچشم اعتبار سرورِ کائنات بارواح مقدسہ ابوالقاسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم علیٰ آلہ واصحابہ واہل بیتہٖ اجمعین ط

بعدہٗ میگوید مصنف تصنیف علم تصوف با تصور توفیق سلک وسلوک تصرف گنج خزائن اللہ تحقیق از خاص علم طریقت معرفت حضوری طریق، نورالہدیٰ ہمشرف بقا، نفس فنا، قلب صفا، روح بقا، واقف اسرار دیدار خدا کشندہ حرص، طمع، آنچہ ناشائستہ، عجب، کبر، ہوا وشوق علم تصور رسانندۂ مجلس حضوری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. لِقَاءُ الْحَبِیْبِ شِفَاءُ الْعَلِیْلِ ط[3]

ابیات

ہر کہ طالب حق، لقا محمود شد ہر کہ منکر از لقا، مردود شد

---

[1] سورہ البقرہ ۲، ۲۵۵

[2] سورہ آل عمران ۳، ۲۶ [3] الحدیث

اللہ کے پاک نام سے، جو بیحد مہربان اور نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

○

"اے میرے رب! آسان کر اور مشکل نہ کر اور پورا کر بھلائی کے ساتھ اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں"۔

"اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے، سب کا تھامنے والا ہے۔

اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تُو ہر چیز پر قادر ہے"۔

دم بدم ساعت بساعت، طاعت کے ساتھ، آیات قرآن ختم قرآن، ہزاران ہزار بیحد و بیشمار درود و صلوٰۃ متبرکات صاحب لولاک قابَ قوسین سر اسرار طرفہ ز تجلی انوار دیدار پروردگار سے مشرف، بہت زیادہ قابل اعتبار، ارواح مقدسہ کے سردار و سرور کائنات ابو القاسم حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؐ کی تمام آل، آپؐ کے تمام اصحاب اور آپؐ کے تمام اہل بیت پر ہوں۔

بعد ازاں، اس تصنیف (دیدار بخش خورد) کا مصنف باہوؒ وہ علم تصوف بیان کرتا ہے، جس میں تصور (اسم اللہ ذات) سے توفیق ملتی ہے۔ اس سلک سلوک سے اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا یقیناً تصرف حاصل ہوتا ہے۔ معرفت حضوریؐ کے اس خاص علم طریقت کے طریقہ سے نور الہدیٰ حاصل کر کے مشرف لِقار ہو جاتا ہے۔ اس طریق سے نفس فنار، قلب صفار اور روح کو بقار نصیب ہو جاتی ہے۔ (طالب) اسرار دیدار خدا کا واقف بن جاتا ہے۔ یہ طریقہ حرص، طمع، ناشائستہ افعال، خود پسندی، کبر۔ نفسانی خواہشات سب کو وجود سے باہر نکال دیتا ہے۔ علم تصور کا شوق حضوری مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ لِقَاءُ الْحَبِیْبِ شِفَاءُ الْعَلِیْلِ، مریض (عشق) کی شفاء دیدار حبیب ہی ہے۔

ابیات

جو بھی طالب حق ہُوا، وہ لقار محمود ہُوا۔ جو کوئی مُنکر لِقار ہُوا، وُہ مردُود ہُوا۔

هر کہ می بیند بآن گوید چرا　　خدا گواہی میدہد بران بندہ را

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَطَالَ لِسَانُہٗ[1]

ابیات

هر کہ می بیند زبان گردد دراز　　هر سخن دیدہ باشد بی آواز

هر کہ می بیند زبان گردد سکوت　　بندۂ دیدار حَیٌّ لَا یَمُوْت

هر کہ می بیند بآن پنہان کرد　　از چشم اُو خون بر آید رنگ زرد

هر کہ می بیند بجذ و زخود بگُم　　مُردہ را زندہ کند باسخن قُم

هر کہ می بیند بآن شد ہوشیار　　خلق را باور نہ بردی اعتبار

یکدمی صد بار می بینم لِقاء　　این مراتب یافتم از مصطفیٰؐ

●

صاحبِ علم علوم حیّ وقیوم میکند از ہر مراتب ظاہر باطن معلوم موافق نص حدیث ، رقم رقوم بندہ باہوؒ فنا فی ہُو ولد بازیدؒ عرف اعوان سروری قادری ساکن قلعہ شور در زمانہ بادشاہ اورنگ زیب بادشاہ اسلام را جمیعت باد ، چند کلمات علم جز در علم کل کلّ الکلید کشایندہ قفل معرفت توحید، طالبان را روز اوّل مرتبہ بخشد حضرت بی بی رالعہؒ وسلطان بایزیدؒ از علم دیدار است از حاضرات اسم اللہ ذات ، کلمۂ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

[1] الحدیث

جو کوئی دیکھتا ہے وہ کیسے کہے اور کیونکر کہے؟ ہر اس بندہ کی گواہی خدا دیتا ہے۔ (جس حال میں کہ بندہ رہتا ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان دراز ہوگئی"۔

ابیات

جو کوئی دیکھتا ہے، اس کی زبان دراز ہوگئی۔ وہ ہر بات (اب) بے آواز سنتا اور دیکھتا ہے۔

جو کوئی دیکھتا ہے، اس کی زبان خاموش ہو جاتی ہے۔ بندۂ دیدار حیؔ لَا یَمُوْتُ ہو جاتا ہے۔

جو کوئی دیکھتا ہے، وہ اس کے ساتھ پنہاں ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے زرد رنگ کا خون بہتا ہے۔

جو کوئی دیکھتا ہے، وہ خود اپنے آپ سے گم ہو جاتا ہے۔ وہ قُمْ کہہ کر مُردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔

جو کوئی دیکھتا ہے، وہ اس کے ساتھ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ گو مخلوق کو اس پر اعتبار نہ آئے۔

مجھے ایک گھڑی میں سو بار لقا حاصل ہوتا ہے۔ میں نے یہ مراتب حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائے ہیں۔

صاحب علم علوم حیؔ و قیوم (اس تصنیف) سے ظاہر باطن کے تمام مراتب نص و حدیث کے مطابق معلوم کر سکتا ہے۔ اسکا تحریر کنندہ بندہ باھوؒ فنا فی ھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان سروری قادری ساکن قلعہ شور کوٹ اورنگ زیب (عالمگیر) کے زمانہ میں ہے کہ بادشاہ اسلام کو جمعیت نصیب ہو، علم کل کل الکلید میں سے علم جز کے چند کلمات بیان کرتا ہے۔ اس لیے کہ یہ (جز) معرفت توحید کے قفل کو کھو لنے والی ہے، جس سے طالبوں کو پہلے ہی روز حضرت بی بی رابعہؒ اور حضرت بایزید البسطامیؒ کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ (یہ کلید) علم دیدار ہے؛ جو حاضرات اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلّم ۔ ہر علم علوم دقایق وحقایق نکات از ہفت قسم آیات ، وعدہ وعید ، امر معروف ، نہی منکر ، قصص الانبیاء ، ناسخ منسوخ ، این رسالہ تفسیر از قرآن است ۔ ہر کہ منکر از قرآن ، ملعون شیطان است ۔

ابیات

دیدار از دیدار بین گردد یقین ۔ ہر کرا باور نشد اہل از لعین
در شریعت شہسوارم در طریقت طبل زن ۔ در حقیقت حق نما در معرفت عارف سخن
کیمیا اکسیر بخشم طالبان با نیک ظن ۔ عالم شدم علم از تصرف کل و جز در حکم من
مرشدی راہبر بباید می برد دار الامن ۔ لامکان و لانشان با خدا انجمن

با تصور کہ اللہ شد منور جان تن
ہر کہ این قوت ندارد مرشدی آن لاف زن

⊙

فرمانبردار ای طالب اللہ! آنچہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میفرماید ، طلب معرفت مولیٰ دیدار کن کہ از کنہ کن حق است کہ بر حق است از حق است بردارد ۔ دنیا مردار را جیفہ نجس راگذار ، از باطل است کہ بر باطل است کہ از باطل است ۔ اوّل طالب حق و باطل بوزن تراز و در عمل آوردہ ، تصرف کند بہ امتحان ، اوّل مرشد کامل طالب صادق را دو علم کیمیاء عطا کند ۔

یکی کیمیاء ترکیب ہنر ، چنانچہ سیم و زر ۔
دوم کیمیاء تصوّر صاحب نظر ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصیب ہوتا ہے۔
ہر علم علوم کے دقیق اور حقیقی نکات سات قسم کی آیات قرآنی سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ وہ آیات وعدہ وعید، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، قصص الانبیاء اور ناسخ و منسوخ ہیں۔ یہ رسالہ (دیدار بخش خورد) قرآن مجید کی (گویا) تفسیر ہے، جو کوئی قرآن مجید کا منکر ہے، وہ شیطان ملعون ہے۔

ابیات

دیدار سے دیدار کر، تاکہ تجھے حق الیقین ہو۔ جس کسی کو یقین نہ ہو، وہ اہل لعین میں سے ہے۔
میں شریعت میں شہسوار ہوں، اور طریقت میں طبل زن ہوں۔ میں حقیقت میں حق نما ہوں اور معرفت میں عارف سخن ہوں۔
اگر طالب (اللہ) نیک ظن ہو، تو میں اسے کیمیا اکسیر بخش دوں۔ میں علم تصرف (تصوف) کا عالم ہوں۔ اور جز و کل میرے زیر حکم ہیں۔
راہبر مرشد وہ ہونا چاہیے، جو دار الامن میں پہنچائے۔ اور جس کی لامکان ولانشان میں خدا کے ساتھ محفل ہو۔
اسم اللہ ذات کے تصور سے یہ جان و تن روشن ہوا۔ جو کوئی یہ قوت نہیں رکھتا وہ شیخیاں بگھارنے والا ہوا۔

اے فرمانبردار طالب اللہ! جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتی ہے، معرفت مولیٰ کے دیدار کی طلب کر، جو کُنہ کُن سے حق ہے برحق ہے، اس کو اختیار کر۔ مُردار نجس پلید دنیا کو چھوڑ دے۔ جو باطل برباطل اور باطل سے ہے، اس کو خیر باد کہہ دے۔ اوّل طالب کو چاہیے کہ (دنیا) کو حق و باطل کے ترازو میں تول کر اپنے عمل و تصرف میں لائے اور امتحان کرے۔ مرشد کامل بھی طالب صادق کو اوّل دو علم کیمیاء عطا کرتا ہے:
ایک کیمیاء وترکیب ہنر، چنانچہ سیم و زر۔
دوم کیمیاء تصور صاحب نظر۔

این ہر دو علم نصیب طالب انسان است، نہ لایق حیوان گاؤ خر۔ کیمیا و سیم زر اکسیر است و کیمیا و نظر نظیر بر کونین امیر، فنا فی اللہ فقر است۔

ای طالب اللہ! ترا از کدام کیمیا اختیار است و ترا از کدام کیمیا اعتبار است۔ پس کہ کیمیا دو شق شد، یکی سیم زر دنیا مردار، دوم کیمیاء مشرف معرفت۔ دیدار را از کدام علم راہ است و کدام دیدار را گواہ است۔ از کدام علم دیدار را دلیل آگاہ است۔ و کدام علم دیدار را نظر نگاہ است۔

بشنو ای عالم جاہل! ای جاہل عالم! ای عارف کامل! ای واصل مکمل! بموجب این آیۃ کریمہ اثبات دیدار۔

قولہ تعالیٰ:۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا[1] فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ[2] است و شرک و کفر عمل طالع فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ است۔ ترا کدام پسندہ است؟

بدانکہ ظاہر آدمی خود را آراستہ بعلم فضیلت زبان و از باطن بی خبر از تصدیق دل علم عیان۔ ہر کرا علم عیان نیست، مطلق حیوان است کہ در قید شیطان است، مردہ دل، اگرچہ ظاہر عالم، بر زبان نص، حدیث و باطن اندرون دیو جاہل، نفس خبیث، متفق ابلیس۔

میدانی کہ اندرون نفس کافر یا یہود یا منافق یا مشرک یا کاذب یا ظالم یا امارہ۔ یا مسلمان مطمئنہ نفس انبیاء، اولیاء اللہ۔ عالم علم صدیق، عالم علم تحقیق، عالم علم توفیق۔ از تصور مشرف دیدار، قلب بیدار است۔ مشاہدہ بین، ہمعرفت حق الیقین۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ

---

[1] سورہ الکہف، ۱۸: ۱۱۰ [2] سورہ الذّاریات، ۵۱: ۵۰

یہ ہر دو علوم طالب انسان کے نصیب ہیں، نہ کہ حیوان گاؤ خر اس کے لائق ہیں۔
کیمیا، سیم وزر اکسیر ہے۔ اور کیمیا اور نظر نظیر کونین پر امیر فنا فی اللہ فقیر ہے۔
اے طالب اللہ! تو (ان ہر دو میں سے) کونسی کیمیا اختیار کرنی چاہتا ہے؟ اور تجھے کس کیمیا پر اعتبار ہے؟ کیونکہ اس طرح کیمیا دو حصوں میں منقسم ہو گئی ہے۔ ایک کیمیا سیم وزر دنیا مردار اور دوسری کیمیا مشرف معرفت دیدار پروردگار۔ دیدار کی کس علم سے راہ ہے؟ کونسا علم دیدار کا گواہ ہے؟ کس علم سے دیدار کو دلیل آگاہ ہے؟ اور کونسے علم سے دیدار کو نظر نگاہ ہے؟
اے عالم جاہل (غور سے) سن اے جاہل عالم! اے عارف کامل! اسے واصل مکمل! دیدار کا اثبات اس آیۃ کریمہ کے بموجب ہوتا ہے۔
ارشاد خداوندی ہے:۔
"سو پھر جس کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، سو وہ کچھ نیک کام کرے"۔
نیک کام اللہ کی طرف بھاگنا ہے اور کفر و شرک عمل طالع اللہ سے (الٹا) بھاگنے کو کہتے ہیں تجھے (ان ہر دو میں سے) کونسی بات پسند ہے؟
جان لو! کہ جس شخص نے اپنے آپ کو ظاہری و زبانی علم فضیلت سے آراستہ کر رکھا ہے۔ اور وہ باطن میں علم عیاں تصدیق قلبی سے بے خبر ہے، ہر وہ شخص جس کو علم عیاں حاصل نہیں ہے، وہ مطلق حیوان ہے، جو شیطان کی قید میں ہے۔ وہ مردہ دل ہے، اگرچہ وہ ظاہر میں عالم ہو، اس کی زبان پر نص و حدیث ہو، مگر باطن میں وہ جاہل دیو ہے۔ اس کا نفس خبیث اور متفق ابلیس ہوتا ہے۔
اے طالب صادق! تو جانتا ہے کہ نفس کافر یا یہود یا منافق یا مشرک یا جھوٹا یا ظالم یا امارہ ہوتا ہے۔ انبیاء، اولیاء اللہ کا نفس مسلمان مطمئنہ ہوتا ہے۔ وہ علم صدیق، علم تحقیق اور علم توفیق کے عالم ہوتے ہیں۔ وہ تصور سے مشرف دیدار، قلب بیدار، مشاہدہ بین اور معرفت خداوندی میں حق الیقین (کے مقام) پر (فائز) ہوتے ہیں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔
"کہ جس شخص نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور جس شخص نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔

رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ ۵ [1]

شناختن نفس و شناختن رب از چہار تصوّر۔

اوّل: تصوّر موت۔

دوم: تصوّر محبت با مشاہدہ۔

سیوم: تصوّر معرفت با معراج، مشرف دیدار پروردگار۔

چہارم: تصوّر ملازم مجلس ملاقات حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم۔

مرشد کہ روز اوّل از علم دیدار این طالب اللہ را ازین چہار تصوّر تعلیم و تلقین نکند، آن مرشد خام است لایق از ارشاد و مرشدی نبود، ناتمام۔

ای جان عزیز! علم مسایل فقہ و علم از مطالعۂ کتاب حق باطل میسر ماید و مرشد عالم باللہ، ولی اللہ، حضوری مشرف معرفت، دیدار با توفیق از قرب تحقیق مینماید۔ مجلس اہل علم میسر ماید، اہل معرفت مشاہدہ حضوری بنماید، راست نیاید۔

باید دانست کہ حبّ مولیٰ فرض و ترک دنیا سنّت و ترک نفس مستحب و ترک شیطان واجب۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ ۵ [2]

علم ہمین است وارث العلم درجات ہمین است۔ پس اہل دیدار را کیمیا و سیم زر و سنگ پارس و کونین در قبض تصرّف خود آوردن چہ در کار است؟ از برای جمعیت نفس با اعتبار است۔ مرشد ناقص در خلوت نشاند و ریاضت چلہ کشاند و مرشد کامل از تصوّر حاضرات اسم اللہ ذات طالب اللہ را وجود ہفت اندام را از سر تا قدم چنان پاک گرداند کہ تمام عمر احتیاج مجاہدہ و ریاضت نماند و چنان در مشاہدہ حضوری دیدار غرق شود کہ ہر دو جہان از دست بیفتاید۔

---

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔ [2] مشکوٰۃ، ابن ماجہ

۳۷۷۵۲

پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا۔"

نفس اور رب کی شناخت چار تصورات سے ہوتی ہے :-

اوّل :- تصورِ موت۔

دوم :- تصورِ محبت با مشاہدہ۔

سوم :- تصورِ معرفت با معراج، مشرف دیدار پروردگار۔

چہارم :- تصورِ ملازم مجلس ملاقات حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جو مرشد کہ طالب اللہ کو روزِ اوّل ہی علم دیدار کا سبق نہیں دیتا اور ان چار تصورات کی تعلیم و تلقین نہیں کرتا، وہ مرشد خام ہے۔ وہ ارشاد کرنے اور مرشد ہونے کے لائق نہیں ہے، وہ نامکمل ہے۔

اے جانِ عزیز! مسائل فقر کا علم اور کتاب کے مطالعہ کا علم حق و باطل کے متعلق بتاتا ہے۔ جبکہ عالم باللہ، ولی اللہ، حضوری سے مشرف مرشد۔ معرفت خداوندی، دیدار بالتوفیق، قرب تحقیق سے دکھا دیتا ہے۔ اہل علم کی مجلس صرف "گفتگو" پر اکتفا کرتی ہے، جبکہ اہل معرفت کی مجلس مشاہدۂ حضوری دکھاتی ہے۔ اسی لیے انکی باہم مجلس درست نہیں ہوتی۔

جاننا چاہیے کہ حُبّ مولیٰ فرض ہے۔ اور ترک دنیا سنّت ہے، ترک نفس مستحب ہے اور ترک شیطان واجب ہے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے :-

"ہر ایک مسلمان عورت اور مرد پر علم کا حصول فرض ہے۔"

وہ علم یہی (معرفت و دیدار کا علم) ہے۔ وارث العلم کے درجات بھی یہی ہیں۔

پس اہل دیدار کو کیمیا، سیم و زر، سنگ پارس اور کونین کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو محض با اعتبار جمعیت نفس کیلئے ہے۔ مرشد ناقص خلوت میں بٹھاتا ہے۔ اور ریاضت، چلہ کشی کرواتا ہے۔ لیکن مرشد کامل تصور حاضرات اسم اللہ ذات سے طالب اللہ کے ہفت اندام کو سرتا قدم اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ اسے تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کی حاجت نہیں رہتی۔ اور وہ اس طرح مشاہدۂ حضوری دیدار میں غرق ہو جاتا ہے کہ وہ دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ یہی مرشد کامل کی پہچان ہے،

اینست مرشد کامل بیک توجہ حضور رساند۔ مرشد کہ بدین صفت نباشد، احمق است کہ نام خود را مرشد خواند۔ مرشدی وطالبی نہ باپارچہ نان نام است، در مشاہدہ حضور دیدار دوام است۔ آری یقین است مرشد اہل تقلید منفعت با عمل ظاہر ورد وظایف دعوت رجعت خوردہ پریشان حیران کناند وباذکر، فکر، حبس خراب گرداند۔ مرشد کامل بانظر طالب اللہ را میکند ناظر و باتوجہ باطنی مشاہدہ مشرف دیدار گرداند حاضر۔

باید دانست کہ درمیان طالب اللہ، دیدار راہ سالہای کروہ فرسنگ نیست و درمیان طالب اللہ و دیدار دیوار اسکندری سنگ نیست۔ درمیان طالب اللہ و دیدار پروردگار حجاب نفس دیو است۔ ہر کہ دیو نفس را بہ تیغ تصور قتل کند ومیکشت درمیان دیو و دیوار پردہ بردار دہر دو جہان را می اندازد پس پشت و تمام معرفت را میکند در دست یک مشت۔ آنرا چہ احتیاج است خواندن و نوشتن و قلم گرفتن در قبضہ وسہ انگشت۔

مطالعۂ علم موت باید۔ از مطالعۂ علم موت علم معرفت کشاید۔ از مطالعۂ علم معرفت، علم محبت وعلم مشاہدہ وعلم معراج حضوری، دیدار بنماید۔ این را عین العلم گویند۔ احیاء العلوم دم ہمین است۔ این عالم باللہ میخوانند کہ فاضل صاحب تحصیل علم از ان روز است۔ ہر کہ دوام مشرف دیدار است۔ دشمن اہل بدعت ودر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوشیار است۔ این راہ تصور دیدار سلک عاشقی ومعشوقی، محبوبی و مرغوبی، آری بالیقین است، طالب کہ اول در تصرف سیم زر کیمیا ز دنیا کل سیر نشود ہرگز بمرتبہ عاشقی ومعشوقی نرسد۔

بیت

توحید سرعطا است کہ تقلید سرخطا است　　　ازدست نارسا است کہ مکارہ پارسا است

پس علم دنیا وعلم کیمیاو اکسیر، سنگ پارس از کدام عمل حاصل کند و در علم دنیا کدام علم

جو ایک ہی توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جو مرشد اس صفت سے متصف نہیں، وہ احمق ہے کہ خود کو مرشد کہلواتا ہے۔ مرشدی اور طالبی صرف (جبہ و دستار) پہننے اور کھانے (پینے) کا ہی نام نہیں، بلکہ دائمی مشاہدہ حضوری دیدار کا نام ہے۔ ہاں یہ یقینی امر ہے کہ مرشد اہل تقلید کا مرید ورد و وظائف کے ظاہری عمل اور دعوت سے رجعت کھا کر حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ اور ذکر و فکر اور حبس (دم) اسے خراب کر دیتے ہیں، مرشد کامل طالب اللہ کو نظر سے ناظر اور توجہ باطنی سے مشاہدہ مشرف دیدار میں حاضر کر دیتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ طالب اللہ اور دیدار (الٰہی) میں سالہا سال کی راہ اور میل ہا میل کا فاصلہ نہیں ہے۔ اور طالب اللہ اور دیدار الٰہی میں پتھر کی دیوار سکندری حائل نہیں ہے۔ طالب اللہ اور دیدار پروردگار کے درمیان صرف دیو نفس کا حجاب ہے۔ جو کوئی دیو نفس کو تصور کی تلوار سے قتل کر دیتا ہے، وہ دونوں جہان پس پشت ڈال کر اس پردہ دیو و دیوار کو اٹھا لیتا ہے اور معرفت تمام کو یکمشت ہاتھ میں کر لیتا ہے۔ ایسے شخص کو پڑھنے لکھنے اور اپنے ہاتھ کی تینوں انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا حاجت ہے؟

علم موت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ علم موت کے مطالعہ سے علم معرفت کھلتا ہے۔ علم معرفت کے مطالعہ سے علم محبت، علم مشاہدہ اور علم معراج حضوری حاصل ہوتا ہے۔ اور دیدار نظر آتا ہے۔ اس کو عین العلم کہتے ہیں اور احیاء العلوم دم بھی یہی ہے۔

(اس علم کو) عالم باللہ اسی روز سے پڑھتا ہے، جب سے وہ فاضل صاحب تحصیل علم ہوا ہے۔ جو کوئی دائمی طور پر مشرف دیدار ہے، وہ اہل بدعت کا دشمن اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوشیار ہے۔ عاشقی و معشوقی، محبوبی و مرغوبی سلوک کی یہ راہ تصور دیدار سے ہے، لیکن یہ امر یقینی ہے کہ جو طالب اول تصرف سیم و زر کیمیا (دنیا) سے کلی طور پر سیر نہ ہو جائے، وہ ہرگز عاشقی و معشوقی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

بیت

راز توحید عطا ہے اور تقلید سب خطا ہے۔ مکارہ میں طاقت نہیں رہی، اس لیے وہ پارسا بن گئی ہے۔

پس (طالب اللہ) علم دنیا، علم کیمیا (و اکسیر اور سنگ پارس کس عمل سے حاصل کرے

عامل کامل شود ؟ دنیا و تمامی علم دنیا و علم کیمیا اکسیر در قید علم دعوت تکثیر است ۔ عمل علم دعوت کہ بر قبر اولیاء اللہ میخوانند و ترتیب خواندن دعوت میدانند ، حاضر شوند ، جملہ روحانی اہل القبور ۔ از قوت دعوت قبور آنچہ کیمیا کہ بر روی زمین است ، جملہ را با توفیق میکند حضور ۔ بہ جہت اقدام فرمان بردار مثل غلام ۔ ہر علمی کہ علم دنیا خواہد ، مثل کیمیا ہر ہنری بیناید و ہر کیمیا در عمل در آید ۔ این نیز جمعیت نفس است اہل دیدار ، چنانچہ تمامی دنیا در تصرف در آرد ۔ چنان تصرف را در تصرف دنیا بگذارد و روی بدیدار مولیٰ آرد ۔

ابیات

ہر کہ میبیند لقاء عارف خدا ہر کہ میبیند لقاء شد اولیاء
ہر کہ میبیند لقاء باطن صفا ہر کہ میبیند لقاء دائم بقاء
ہر کہ میبیند لقاء بگشد ہوا ہر کہ می بیند لقاء صاحب رضا
ہر کہ می بیند لقاء صابر رضا ہر کہ می بیند لقاء با مصطفیٰ

○

طالب اللہ را سوگند است کہ از مرشد ذکر ، فکر ، مراقبہ ، ورد وظایف ، چلہ ، ریاضت ، خلوت ، مجاہدہ ہرگز طلب نکند ، بجز مشاہدۂ معرفت دیدار و مرشد را نیز سوگند است کہ طالب اللہ را تلقین از علم تصور دیدار معرفت پروردگار سبق دہد ۔ حَسْبِیَ اللہ و دل طالب میخواند ۔ کفیٰ باللہ و روح طالب خواند ۔ فنا فی اللہ و سر طالب خواند ۔ بقا باللہ ۔ اینست مراتب اہل لقاء الا اللہ ۔ مرشد کہ بدین صفت موصوف نباشد و طالب را روز اول حضور نکند ، بر طالب لازم است آن مرشد زن صفت را سہ طلاق دہد و از وجدا شود ۔

اور دنیا کے علوم میں سے کس علم سے وہ دنیا میں عامل کامل ہو جائے؟ جاننا چاہیے کہ تمامی علم دنیا اور علم کیمیا اکسیر علم دعوت تکسیر کی قید میں ہے۔ جو کوئی قبور اولیاء اللہ پر عمل علم دعوت پڑھتا ہے اور دعوت پڑھنے کی ترتیب سے واقف ہوتا ہے، اُس کے پاس جملہ روحانی اہل قبور حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور دعوت قبور کی قوت سے جو کچھ روئے زمین پر کیمیا ہے، وہ باتوفیق حاضر کر دیتے ہیں۔ دعوت پڑھنے سے وہ مثل غلام فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ ہر علم جو علم دنیا چاہتی ہے، مثلاً کیمیا اکسیر اور ہر ہنر دکھا دیتے ہیں۔ اس طرح ہر قسم کی کیمیا عمل میں آجاتی ہے۔ یہ بھی اہل دیدار کی جمعیت نفس ہے۔ چنانچہ (طالب مولیٰ) تمام دنیا کو تصرف میں لاکر اس کو دنیا کے تصرف میں دے دیتے ہیں اور اپنا رُخ دیدار مولیٰ کی طرف کر لیتے ہیں۔

ابیات

جس نے لقا دیکھا، وہ عارف خدا ہو گیا۔ جس نے لقا دیکھا، وہ اولیاء ہو گیا۔
جس نے لقا دیکھا، اس کا باطن صفا ہو گیا۔ جس نے لقا دیکھا، اسے دائمی بقا حاصل ہو گئی۔

جس نے لقا دیکھا، اس نے نفسانی خواہشات کو قتل کیا۔ جس نے لقا دیکھا، وہ صاحب رضا ہو گیا۔

جس نے لقا دیکھا، وہ صابر و صاحب رضا ہو گیا۔ جس نے لقا دیکھا، اُسے حضوری مصطفےٰ حاصل ہو گئی۔

طالب اللہ کو قسم ہے کہ مشاہدہ معرفت دیدار کے سوا مرشد (کامل) سے ذکر، فکر، مراقبہ، ورد وظائف، چلہ، ریاضت، خلوت، مجاہدہ ہرگز طلب نہ کرے اور مرشد کو بھی قسم ہے کہ طالب اللہ کو علم تصور دیدار معرفت پروردگار سے تلقین و سبق دے۔ حسبی اللہ اور طالب کا دل پڑھے۔ کفیٰ باللہ اور طالب کی روح پڑھے۔ فنا فی اللہ بقا باللہ اور طالب کا سر پڑھے۔ یہ اہل لقاء الا اللہ کے مراتب ہیں۔ جو مرشد اس صفت سے متصف نہ ہو اور طالب کو پہلے ہی دن حضوری نہ کرائے، طالب پر لازم ہے کہ اس زن صفت مرشد کو تین طلاقیں دے اور اس سے جدا ہو جائے۔

شرح دیدار

برخود اثبات کردن وحدانیت معرفت لقاپرور دگار، از علم با الیقین و از علم با اعتبار بدانکہ بندہ مخلوق و ہر مقام منزل مخلوق، ازل و ابد مخلوق و دنیا مخلوق و عقبیٰ بہشت، قصور، نعمت جنت مخلوق و نفس، قلب، دم، روح مخلوق، پس مخلوق را بدیدار غیر مخلوق اللہ بی مثل، بی مثال، غیب دان و غیب خوان و غیب عیان و غیب بیان و غیب لاہوت، لامکان مشرف شدن اللہ سبحانہ، از ہفت طریقت طریق بی شک تحقیق، با توفیق دیدار مشرف میشود۔ برآمدن از جثہ جان رسیدن لاہوت لامکان۔ بعضی را دیدار مثل خواب وبعضی را دیدار مثل مراقبہ وبعضی را دیدار مثل موت وبعضی را دیدار مثل عیان۔ شرح دیدار اینست حق برحق باتحاد با الیقین است وبعضی را بوقت خواندن قرآن تلاوت وبعضی را در نماز میشود دیدار مثل عیان۔

شرح عجب مدار و عیب نیار وبعضی را بجبل عرفات در صف حاجیان قبول حج میشود دیدار، عجب مدار، عیب نیار، میشود دیدار، عجب مدار و عیب نیار۔ بعضی را بوقت تصور اسم اللہ ذات میشود دیدار، عجب مدار و عیب نیار، بعضی از حاضرات کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میشود دیدار، عجب مدار، عیب نیار، بعضی را در حرم کعبۃ اللہ وطواف داخل خانہ کعبہ میشود دیدار، عجب مدار، عیب نیار۔

بعضی را در حرم مدینہ و داخل روضہ مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میشود دیدار، عجب مدار، عیب نیار۔ وبعضی را بحضوری ملازم مشرف حضرت محمد رسول اللہ بہ برکت اصحاب کبار میشود دیدار، عجب مدار و عیب نیار۔ ایشان است بر بار داشتن بارگرانی دیدار

شرح دیدار

اپنے آپ پر وحدانیت معرفت لقا پروردگار کا اثبات کرنا (کلید دیدار) ہے، جو علم یقین اور علم اعتبار سے حاصل ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ بندہ مخلوق ہے اور ہر مقام منزل مخلوق ہے۔ ازل و ابد مخلوق ہے۔ اور دنیا مخلوق، عقبیٰ، بہشت، قصور، نعمت جنت مخلوق اور نفس، قلب، دم اور روح مخلوق۔ پس مخلوق کو بے مثل، بے مثال غیب دان، غیب خوان، غیب عیان، غیب بیان و غیب لاہوت ولامکان اور غیر مخلوق اللہ سُبْحَانَہٗ کے دیدار سے مشرف ہونے کی طریقت سات طریق سے بیشک تحقیق ہے، جس سے باتوفیق مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ (اس طریق میں) جان جثہ سے برآمد ہو کر لاہوت لامکان میں پہنچتی ہے۔ بعض کو دیدار مثل خواب اور بعض کو دیدار مثل مراقبہ اور بعض کو دیدار مثل موت اور بعض کو دیدار مثل عیاں ہوتا ہے۔ نیز شرح دیدار حق برحق باتحاد بالیقین اس طرح ہے کہ بعض کو دیدار بوقت تلاوت قرآن مجید اور بعض کو نماز میں دیدار مثل عیاں ہوتا ہے۔ اس تفصیل پر تعجب نہ کر۔ اور عیب مت نکال۔

اور بعض کو جبل عرفات پر حاجیوں کی صف میں بوقت قبول حج دیدار ہو جاتا ہے۔ اس پر تعجب نہ کر اور اس کو عیب خیال نہ کر۔ بعض کو تصور اسم ذات (میں مشغول ہونے) کے وقت دیدار ہو جاتا ہے۔ اس پر تعجب مت کر۔ عیب جوئی بھی نہ کر۔ بعض کو حاضرات کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔ اس پر حیرانگی کا اظہار نہ کر اور عیب جوئی بھی نہ کر۔ بعض کو حرم کعبۃ اللہ میں خانہ کعبہ میں داخل ہو کر طواف کرتے وقت دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔ اس پر تعجب نہ کر اور عیب نہ نکال۔

بعض کو حرم مدینہ اور حدود روضہ مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے سے دیدار ہو جاتا ہے۔ اسے عجیب خیال نہ کر اور عیب جو مت بن۔ بعض کو اصحاب کبارؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس حضوری سے مشرف ہیں، کی

این مراتب راچہ داند حماقت شعار وقدم اہل حمار۔

بیت

اگر ترا چشم است در دل خویش بین   تا شوی عارف عیان اہل ازیقین

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ[1]

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی[2]

چند قوم از دیدار محروم است مثل کافر ومشرک۔ آن کسانی از دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واز شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردود روی گردان۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[3]

بیت

ہر طرف بینم بیابم ذات نور   روی من باروی خدا کرد و حضور

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ[4]

---

[1] سورہ الذّٰریٰت ، ۵۱ : ۲۱   [2] سورہ بنی اسرائیل ، ۱۷ : ۷۲

[3] سورہ اٰل عمران ، ۳ : ۳۱   [4] سورہ البقرہ ، ۲ : ۱۱۵

برکت سے دیدار کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔اس پر تعجب نہ کر اور عیب جوئی نہ کر۔ یہ اصحاب کبارؒ ہی دیدار کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ان مراتب کو حماقت شعار گدھے کے نقش قدم پر چلنے والے (جاہل) کیا جانیں ؟

بیت

اگر تو آنکھ رکھتا ہے، تو اپنے دل میں دیکھ تاکہ تو عارف عیاں اور اہل یقین میں سے ہو جائے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے جی میں ہے: پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے ؟"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی رہے گا۔"

چند قسم کے لوگ مثلاً کافر، مشرک اور وہ لوگ جو دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردود اور روگرداں ہیں، دیدار سے محروم رہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"تو کہہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری راہ چلو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور اللہ تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

قطعہ

جس طرف بھی میں دیکھتا ہوں، ہر طرف ذات نور پاتا ہوں۔ میرا چہرہ خدا کے روبرو ہو کر حاصل حضور ہو گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"سو جس طرف تم منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے۔"

قطعہ

از شریعت یافتم دیدار حق شد مطالعہ در دلم وحدت ورق
عالم شدم فاضل شدم علم از خدا عارف شدم واصل شدم علم از لقاء

علم راہ است و شریعت توفیق الہٰی ہمراہ است۔ اہل بدعت و جاہل دوام در گناہ است۔

قطعہ

ہر کہ خواہد معرفت دیدار حق علم را آموز اوّل حق سبق
جاہلان را اینست قرب باخدا جاہلان مردود باشد سر ہوا

•

فقیر آنچہ میگوید از راہ حساب و نہ از راہ حسد۔

بیت

علم عالم فقہی بود بر خود نظر ہر کہ خود را دید در خود سربسر

خود فروشی کفر تمام است۔ دیار فروشی اسلام است۔

بیت

دل کہ از دل یافتم قلب از قلب این بود وحدت لقاء و از راز رب

خدای تعالیٰ را بمخلوق تشبیہ دادن، آواز خوش آواز سرود حسن و صورت امرد و خد و خال و زلف

قطعہ

شریعت سے ہی میں نے دیدارِ حق پایا میں نے اپنے دل میں ورقِ وحدت کا مطالعہ کیا۔
میں علم خدا سے عالم و فاضل ہُوا۔ (اور) علم لقا سے عارف و واصل (خدا) ہوا۔
علم راہ ہے۔ اور شریعت توفیق الٰہی ہمراہ ہے۔ اہل بدعت اور جاہل ہمیشہ گناہ میں مبتلا (رہتے) ہیں۔

قطعہ

جو کوئی معرفت دیدارِ حق چاہتا ہے، تو وہ پہلے علم حق کا سبق پڑھے۔
جاہلوں کو قربِ حق حاصل نہیں ہے۔ اور نہ وہ کبھی باخدا ہوتے ہیں۔ جاہل تو مردود ہیں اور وہ حرص وہوا کے بندے ہیں۔
فقیر جو کچھ بھی کہتا ہے، حساب کی رُو سے کہتا ہے، نہ کہ حسد کی بنا پر۔

بیت

علم کا عالم فقیہہ اپنی ذات پر نظر رکھتا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو دیکھا، وہ سراپا بے بصر اور محروم ہوگیا۔
خود فروشی تمام کا تمام کفر ہے۔ (اور) وطن فروشی کو اسلام سمجھ لیا گیا ہے۔

بیت

دل کو دل سے پایا ہے اور قلب کو قلب سے۔ یہ وحدت لقا تھی جس کو میں نے رازِ رب سے پایا ہے۔
خداوند تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہہ دینا، آوازِ خوش آواز سرود (میں تلاش کرنا) اور لونڈوں کی خوبصورتی (پر مرمٹنا)، خدوخال و زلف کا اسیر ہونا، خام خیالی ہے۔ اس

خام خیال و عکس معکوس و تفکرّ بردن بوہم، وسوسہ، واہمات، خطرات، این ہمہ ظلمات، زوال، بعید از توحید۔ در ہر علم و در ہر درس علم آموختہ شود۔ بعد ازان قدم در فقر بزند و با جمعیت برد کہ علم مونس جان است۔ زاہد فقیر بی علم شیطان است، بلکہ در جہل پریشان است۔ کسی کہ علم معرفت باطن دارد وسیلہ تمام است۔ آنرا چہ احتیاج خواندن و رقم خامہ مرقوم نام است؟

ای جانِ عزیز! صاحب دانش عاقل باتمیز! باید دانست کلّی شعور حاصل کردن از قرب اللہ، معرفت اللہ حضور۔ از علم بی معرفت دُوری مشو مغرور۔ دانی کہ شیطان در علم عالم است، لیکن بی خبر از علم معرفت و علم محبت کہ علم محبت سگ اصحاب کہف را از کجا آورد و در انسان اصحاب کہف شمرد و شیطان را علم بی معرفت از حضوری دُور تر برد کہ کدام علم پسند است؟

بیت

عالم شدی فاضل شدی بی معرفت وز علم حاصل خری عیسیٰ صفت

قولہٗ تعالیٰ:۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا[1]

المطلب آنکہ در فقر معرفت ہر آنکس قدم زند کہ اول مرتبہ عنایت سیم زر کیمیا در تصرف خود یا سنگ پارس آوردہ باشد کہ در نظر او بادشاہ مفلس عاجز گدای را فقر اختیاری گویند۔ بغیر از فقر اختیاری عنایت۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فَقْرِ الْمُكِبِّ[2]

---

[1] سورہ الجمعہ ۶۲: ۵ [2] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملّا علی قاری

ذاتِ بے مثل، کو عکس معکوس سمجھنا اور (اس کی ذات میں) تفکر کرنا، وہم، وسوسہ، واہمات، اور خطرات (نفسانی) یہ سب ظلمات ہیں، جو باعث زوال اور توحید سے دُور ہیں۔
(پہلے دین) کا ہر علم اور پھر ہر درس میں علم (تصوف) سیکھنا چاہیے۔ اس کے بعد فقر میں قدم رکھے، تاکہ جمعیت حاصل ہو۔ کیونکہ علم مونس جان ہے۔ بے علم زاہد نفیر شیطان ہے، بلکہ جہالت میں پریشان ہے۔ جو کوئی علم معرفت باطنی رکھتا ہے، وہی (علم) اس کا وسیلۂ تمام ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے؟
اے جان عزیز! صاحب دانش عقلمند باتمیز! جاننا چاہیے کہ کلی شعور قرب الٰہی معرفت خداوندی، حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ جو علم بے معرفت ہے، وہ اللہ سے دُوری کا باعث ہے۔ تو اس علم پر مغرور نہ ہو۔ تو جانتا ہے کہ شیطان علم میں عالم ہے۔ لیکن وہ علم معرفت اور علم محبت سے بے خبر ہے۔ علم محبت اصحاب کہف کے کتے کو کہاں لے گیا۔ اور اسے (لے جا کر انسانوں (کے زمرہ) میں داخل کر دیا۔ اور وہ اصحاب کہف میں شمار ہوا۔ اور شیطان کو بے معرفت علم نے حضوری سے دُور تر کر دیا۔ تجھے ان دونوں میں سے کونسا علم پسند ہے؟

بیت

تُو عالم ہوا۔ فاضل ہوا، لیکن بے معرفت رہا۔ تُو علم (بے معرفت) سے عالم خر عیسیٰ صفت ہو گیا۔
ارشاد خداوندی ہے:۔
"اس کی مثال گدھے کی ہے، جو پیٹھ پر کتابیں لے کر چلتا ہے۔"
مطلب یہ ہے کہ فقر معرفت میں وہ شخص قدم رکھے، جو پہلے غنایت سیم و زر کیمیا یا سنگ پارس اپنے تصرف میں لے آئے، تاکہ اس کی نظر میں بادشاہ (بھی) مفلس عاجز گدا ہو جائے۔ اسی کو فقر اختیاری کہتے ہیں، غنایت کے بغیر فقر اختیار کرنا (اضطراری فقر ہے)۔

الحدیث

"میں منہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

اضطراری شب و روز در شکایت، شرمنده، روی سیاه۔

حدیث

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ[1]

بیت

کاملاں را قوت است زین کیمیا ۔ وز خود دہند یابی دھانند از خدا

اوّل کیمیا ز عنایت ۔ بعدہٗ معرفت با جمعیت ہدایت ۔ این مراتب طریقۂ قادری کامل است ہدایت ۔ کامل سہ حرف است ۔ کا، تم، ل ۔ از حرف "کا" کامل چنانکہ تصرف کند گنج خسزاین اللہ ظاہر باطن، کم نگردد ۔ از حرف تم جملہ مرادات مطلب طالب را بمطلوب رساند ۔ از حرف ل طالب را لایحتاج گرداند و ہر مراتب کیمیا رساند ۔ این مرشد را کامل کُل گویند و در نظر فقر این کُل کامل نیز ناقص چیز است ۔ فقیر را بر دیدار دیگر نظر نکند بہ طبقات زیر زبر ۔

ابیات

ہر کہ گوید دیدہ ام دیدار نیست ۔ دیدن مخلوق را در کار نیست

ہر کہ می بیند لقا رشد با خدا ۔ راہ فقر ش این بود ای سبر ہوا

آن صاحبی گنج است حاکم باحکم ۔ مردہ را زندہ کند با حکم قُمْ

طالب ترا گردن زنم بہر از لقا ۔ دم مزن کہ طالبی بہر از خدا

---

[1] الحدیث

اضطراری فقر اختیار کرنیوالا شب و روز شکایت میں مبتلا، شرمندہ و روسیاہ ہوتا ہے :۔

حدیث

" ایسا فقر دونوں جہان میں رُوسیاہی کا باعث ہے۔"

بیت

اس کیمیا (فقر) سے کاملوں کو قوت ملتی ہے۔ وہ اپنے پاس سے عطا کر دیتے ہیں یا پھر خدا سے دلوا دیتے ہیں۔

اوّل کیمیا رعنایت ہے۔ اس کے بعد معرفت با جمعیت ہدایت ہے ہدایت کے یہ مراتب (صرف) کامل قادری طریقہ میں ہی ہیں۔ کامل کے تین حروف ہیں۔ کا، مَ، لَ۔ حرف "کا" سے کامل۔ جتنا کہ چاہے اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی خزانوں کو خرچ کرے، ان میں کمی نہیں آتی۔ حرف مَ سے طالب کے جملہ مطلب مطالب مرادات کو مطلوب تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حرف لَ سے طالب کو لایحتاج کر دیتا ہے۔ اور کیمیاء کے تمام مراتب عطا کر دیتا ہے۔ ایسے مرشد کو کامل کلّ کہتے ہیں۔ لیکن فقر کی نظر میں یہ کامل کلّ مرشد بھی ناقص چیز ہے، کیونکہ فقیر کو دیدار کے علاوہ طبقات زیر و زبر پر نظر نہ ڈالنا چاہیے۔

ابیات

جو کوئی (یہ) کہتا ہے کہ میں نے دیدار کیا ہے، وہ دیدار نہیں ہے۔ مخلوق کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جو کوئی لقاء دیکھتا ہے (یعنی جس کو لقاء حاصل ہے) وہ باخدا ہے۔ اے حرص و ہوا کے بندے! راہ فقر اسی کا نام ہے۔

وہ صاحب گنج حاکم باحکم ہے، جو مُردہ کو بحکم قُم زندہ کر دیتا ہے۔

اے طالب! لقاء کی خاطر میں تیری گردن مار رہا ہوں۔ اگر تُو (واقعی) خدا کا طالب

علم لقاء و علم تلقین لقاء و علم ارشاد لقاء ای طالب! با ایام شماری دوازده سال بخدمت نیست۔ و با قصہ خوانی، مسائل، قیل و قال نیست تا آنکہ مرشد ظاہر باطن با توفیق از قرب اللہ تحقیق از تصور نور توجہ نکند، طالب ہرگز بمشرف دیدار حضور نرسد، اگرچہ تمام عمر بچلہ، ریاضت سر لبنگ زند۔ مرشد خام را توجہ نیز خام و مرشد کامل را کہ فقیر عامل تمام، یک توجہ طالب را بمطالب رساندہ، مطالب کار سرانجام۔ عجب دارم ازان قوم احمق کہ آنچہ می بینند تماشہ شیطانی و از جنونیت و از نفسانیت و از دبار نیست می بینند ناکارو احمقان حماقت شعار آن نار را میگویند دیدار و نار را از کدام مراتب شناختہ میشود۔ از تصور محک اسم اللہ ذات و از اسم اللہ ذات کند حاضرات و لاحول خواند حق و باطل را واضح میشود۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔
خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرْ [1]

ابیات

ہر کہ می بیند بدیدار از خدا	بعیان نظر است آن را بر لقاء
حق دیدار ناظر کند	روز و شب مجلس نبیؐ حاضر بود
دم با معرفت دیدار می بردہ حضور	روح روحانی برد اہل القبور
لایق دیدار اول دید کن	دیدہ یا دیدار بردہ راز کن
نیست آنجا منزل و نہ شد مقام	غرق فی الدیدار باشد ہر دوام

[1] الحدیث

ہے، تو دم نہ مار۔

اے طالب! علم لقاء، علم تلقین لقاء اور علم ارشاد لقاء ہیں (مرشد و راہبر کی) بارہ سال خدمت کرنے کا کوئی شمار نہیں۔ یہ بات قصہ خوانی، مسائل بیان کرنے اور قیل و قال سے حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک ظاہر و باطن میں با توفیق مرشد، جو قرب خداوندی سے باتحقیق ہو، تصور نور سے توجہ نہ کرے، طالب ہرگز دیدار حضور سے مشرف نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ تمام عمر چلہ اور ریاضت کرتے کرتے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ مرشد خام کی توجہ بھی خام ہوتی ہے۔ اور مرشد کامل جو فقیر عامل تمام ہے، وہ ایک ہی توجہ سے طالب کو اس کے مقاصد تک پہنچا کر تمام مطالب کار سر انجام دے دیتا ہے۔ مجھے اس احمق قوم پر تعجب آتا ہے، جو دراصل ناکارہ اور بیوقوف لوگ ہیں، وہ شیطانی نظارہ دیکھتے ہیں، اور جزویت، نفسانیت اور دنیاوی مال و زر کی نار کو حماقت شعاری سے اسے دیدار کا نام دیتے ہیں۔ دیدار (کی تجلی) اور نار کو کن مراتب سے پہچانا جاتا ہے؟ اس کی کسوٹی اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ اور اسم اللہ ذات کی حاضرات اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، پڑھنے سے حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"جو پاک ہے، وہ لے لے اور جو میلا ہے، وہ چھوڑ دے"۔

ابیات

جو بھی دیدار خدا کرتا ہے۔ اس کو کھلی آنکھوں سے لقاء حاصل ہے۔

ناظر دیدار حق کرتا ہے۔ وہ روز و شب مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

معرفت دیدار والا دم اس کو حضوری میں لے جاتا ہے۔ روحانی کی روح اہل القبور کے پاس لے جاتی ہے۔

پہلے آنکھ کو لائق دیدار کر۔ راز کن سے آنکھوں کے ساتھ (بار بار) دیدار کر۔

اس کے لیے نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی مقام۔ اس کے لیے تو دائم دوام دیدار میں غرق ہونا (شرط) ہے۔

طالبی دیدار موسیٰ را ہر دم جستجو | شد حجاب موسیٰ را این گفتگو
ہر کہ از خود میرود یابد لقا | بعد ازان لایق شود حضوری خدا

باید دانست مرشد ناقص بسیار است و طالب کور چشم احمق بیشمار است، چنانچہ طالب کبیر و مرشد صغیر، بی خبر از معرفت، رو تشنیعیر تلقین بسیار طریق است تلقین کہ با توفیق است از تصور اسم اللہ ذات تحقیق است۔ این راہ طالبان اہل تصدیق است، صدیق است۔ المطلب آنکہ از تصور شیطانی نفسانی مسخرات مردم جمع کردن دنیا پریشانی بسیار است و مرشد استدراجی اہل بدعت بی شمار است۔
اہل تصور خاص نوع بسر دماغ خاص الخاص این را تصور میگویند بندہ روح الانوار، دوام مشرف دیدار۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ
اَللّٰہُ
رَّسُوْلُ
اللّٰہِ

طالب دیدار موسیٰؑ کو ہر دم جستجو ہے۔ بس یہ گفتگو موسیٰؑ کے لیے حجاب ہے۔

جو کوئی اپنے آپ سے گزر جاتا ہے، وہ لقاء حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد ہی وہ لائق حضوری خدا ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ناقص مرشد بھی بہت ہیں اور کور چشم احمق طالب بھی بےشمار ہیں۔ ایسے طالب بڑے اور مرشد چھوٹے ہوتے ہیں، جو معرفت خداوندی اور روشن ضمیری سے بےخبر ہوتے ہیں۔ تلقین کے بہت سے طریقے ہیں، اگر جو تلقین تصور اسم اللہ ذات سے کی جاتی ہے، وہی باتوفیق اور باتحقیق ہے۔ یہ اہل تصدیق طالبوں کی راہ ہے، جو سچائی پر مبنی ہے۔ مطلب یہ کہ شیطانی نفسانی تصور سے جنّات اور ہمزاد وغیرہ کو اپنے قبضۂ قدرت میں کر کے، عوام کو مسخر کرنے، (مال) جمع کرنے اور دنیا پریشان کے طلبگار تو بہت ہیں۔ اور استدراجی اہل بدعت مرشد بھی بے شمار ہیں۔

خاص نوع کے اہل تصور خاص الخاص تصور سر دماغ میں کرتے ہیں۔ اس تصور والے کو بندۂ روح الانوار، دوام مشرف دیدار کہتے ہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰہُ

لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ
رَسُوْلُ
اللّٰہِ

دوم تصوّر قلب قرب جمعیت بخش۔ این تصوّر نور است کہ دوام مشرف بدیدار حضور است ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰہُ

روشن ضمیر

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
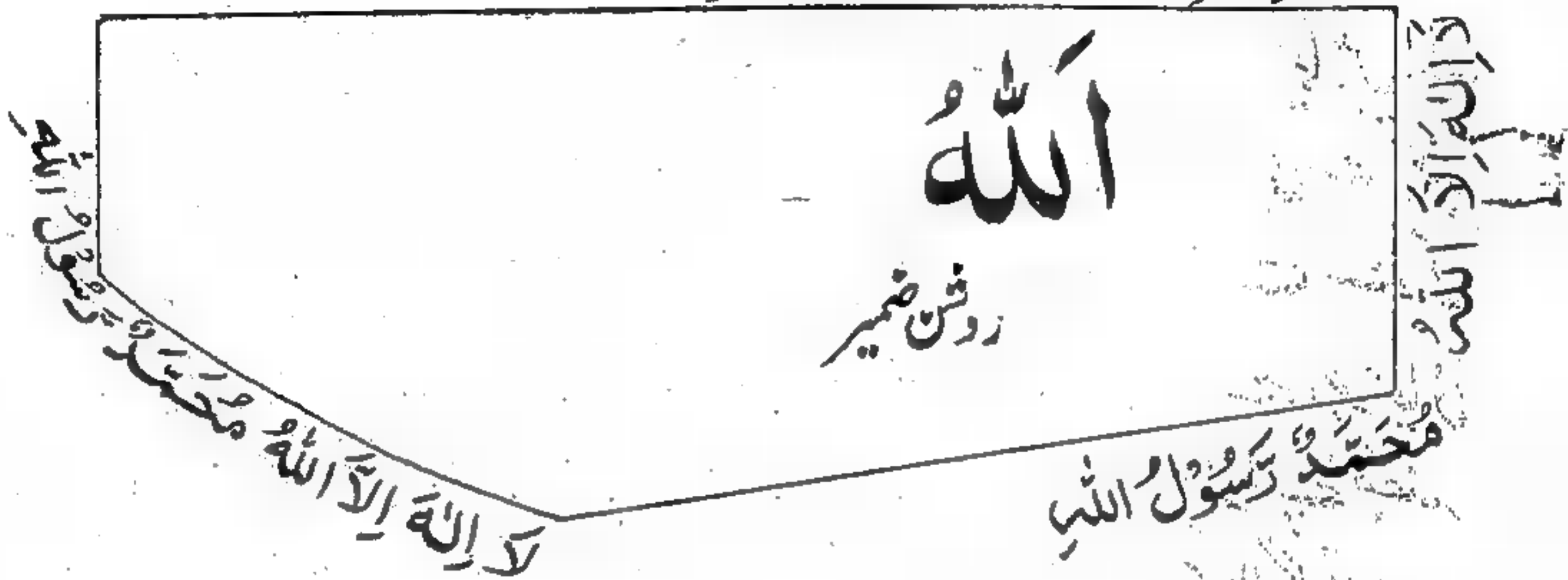
تصوّر ذاتی بذات برد۔ در تصوّر صفاتی ہر بلا آفات از ذکر، فکر، ورد وظایف خطرات واہمات نفسانی راہ زند و قلب سلب شود و رجعت خوردہ پریشان بود و تصوّر ذات آخر بدیدار، خواہ زود، خواہ دیر مشرف دیدار شود، خواہ طرفہ زد حال خواہ تا بوقت مردن میشود مشرف دیدار وصال ۔

آن کدام راہ است اگرچہ لقمہ چرب و شیرین شب و روز میخورد، لباس اطلس زرین بہ پوشد و با مردمان از حد زیادہ سخن کند و طرفہ زد از دیدار دیدن بعیان جُدا نبود از خدا۔ این تصوّف تصوّر روحی و قلبی، قلب سلیم بحق تسلیم۔ این است راہِ عارفان صراط المستقیم، غالب بر نفس و اہل دنیا و غالب بر شیطان رجیم۔ اَللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس ۔

ابیات

طالب ترا گردن زنم سر پیش نہ طالبا تو گر صادقی جان سر بدہ

گر تمنا سر کنی راہ پیش گیر جان فدا طالب بود فی اللّٰہ فقیر

باید دانست کہ مقام شریعت و مقام طریقت و مقام حقیقت و مقام معرفت

دوسرا تصور قلب ہے، جو قربِ جمعیت بخشتا ہے۔ یہ تصورِ نور ہے، جو دوام مشرف دیدار حضور ہے۔
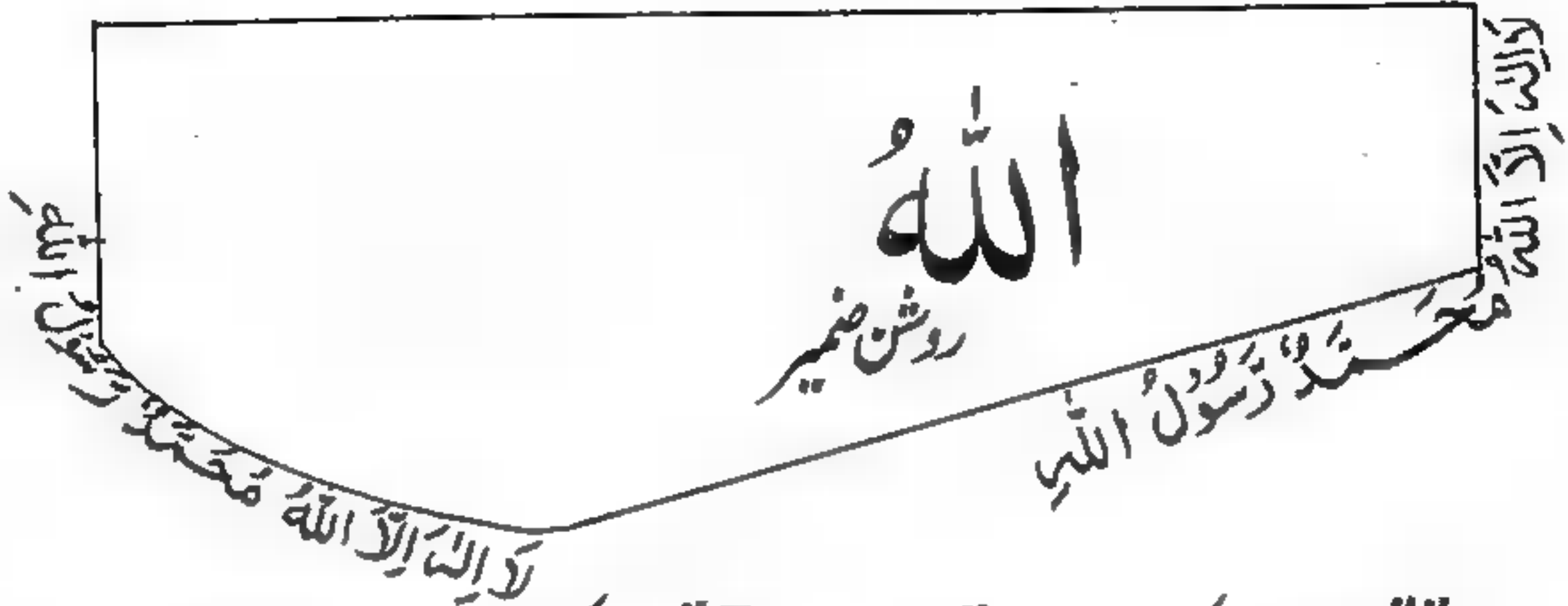
ذاتی تصورِ ذات تک لے جاتا ہے۔ صفاتی تصورِ ذکر، فکر، ورد وظائف میں ہر بلا، آفات، خطرات، واہمات نفسانی راہ پا لیتے ہیں، اور قلب سلب ہو جاتا ہے۔ اور (طالب) رجعت کھا کر پریشان ہو جاتا ہے، جبکہ تصورِ ذات میں آخر مشرف دیدار ہو جاتا ہے، خواہ جلدی ہو خواہ دیر سے ہو۔ خواہ طرفہ زدحال میں دیدار ہو، خواہ موت کے وقت ہو، وہ مشرف دیدار وصال ہو جاتا ہے۔

وہ کونسی راہ ہے، جس میں شب و روز مرغن اور میٹھا کھانا کھائے اور اطلس کا زرین لباس پہنے اور لوگوں سے بہت زیادہ ہمکلام ہو، پھر بھی آنکھ جھپکنے کے لیے عین بعین دیدارِ خدا سے جدا نہ ہو۔ یہ روحی و قلبی تصور کا تصوف ہے، جس میں قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔ یہ راہ صراط مستقیم کے عارفوں کی ہے، جو نفس، اہل دنیا اور شیطان مردود پر غالب ہیں۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

ابیات

اے طالب! میں تیری گردن مارتا ہوں، تو اپنا سر سامنے رکھ دے۔ اے طالب! اگر تو صادق ہے، تو سر کو فدا کر دے۔

اگر تو سر کی تمنا رکھتا ہے، تو راہ گیر بن جا۔ جو طالب اپنی جان قربان کر دیتا ہے، وہی فنا فی اللہ فقیر ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت

محنت طلب۔ ریاضت ومجاہدہ، قائم اللّیل وصائم الدّھر وکشتن وقتل نفس را با تیغ قہر۔ این مراتب ہر یک رسیدن طالب را باید سال سالہای۔ اگر نصیب است میشود و میرسد مشرّف دیدار وصال۔ امّا این راہ تصور اسم اللہ ذات دست بدست مست ز میت آلست طرفہ زد۔ مرشد فقیر عارف بی رنج و ریاضت طالب اللہ را در میان یک شب روز تا تمامیت فقر برساند، بذات فنا فی اللہ و بگذراند از ہر دو جہان از برای عنداللہ کہ دیدار کند لقا ربقا باللہ۔

اینست انتہای فقر إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] خاتم ختم تمامیت تم لایحتاج بی غم۔

این چنین مرشد بود قادری در جہان کم۔

ابیات

طاعت کنی از ازل تا باشد ابد	زان طاعتی دیدار بہتر طرفہ زد
عاشقان را قوت وقوت از حق لقاء	ہر دم انوار بود رحمت از خدا
خوردن مارا طعام وخاص نور نیام	خواب مارا خلوتی شد حضور

بیت

ہر کرا دیدار شد فی اللہ فنا ہر دم غافل نباشد از خدا

بدانکہ سلک سلوک فقر دو قسم است۔ یکی مجاہدہ و ریاضت وخلوت و چلّہ کشیدن و نوافل صوم صلوٰۃ، تا دوازدہ سال پاکی وجود۔ این مقام شریعت است، بر زبان تعلق دارد تسبیح خوانی، سیر زمین آسمانی۔ غوث قطب نفسانی۔ قریہ

---

[1] نقل از مرغوب القلوب، ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ، ص ۶۳

محنت طلب ہیں۔ اس میں ریاضت، مجاہدہ، رات کو عبادت کے لیے کھڑا ہونا، دن کو روزہ رکھنا اور نفس کو قہر کی تلوار سے قتل کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مرتبہ حاصل کرنے کے لیے طالب کو سالہا سال کی محنت چاہیے۔ اگر نصیب میں ہے، تو دیدار وصال سے مشرف ہو جائے گا اور دیدار وصال پہنچ بھی جائے گا۔ لیکن یہ تصور اسم اللہ ذات کی راہ ہاتھوں ہاتھ مست زمست آنکھ جھپکنے کی راہ ہے۔ کامل مرشد فقیر عارف باللہ طالب اللہ کو بے رنج و ریاضت ایک دن رات میں تمامیت فقر کو پہنچا دیتا ہے۔ فنا فی اللہ ذات کر دیتا ہے اور (طالب) عنداللہ کو ہر دو جہان سے گزار کر لقار لقا، باللہ کا دیدار کرا دیتا ہے۔

یہ ہے فقر کی انتہار "جب فقر انتہار کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے" اس قسم کے خاتم ختم تمامیت کو پہنچے ہوئے لایحتاج بے غم قادری مرشد جہان میں بہت کم ہیں۔

ابیات

اگر تُو ازل سے ابد تک طاعت کرے، تو اس طاعت سے بہتر ہے جو تُو آنکھ جھپکنے کی دیر میں دیدار کرے۔

عاشقوں کی غذا اور قوت بس حق لقا ہے۔ ہر دم انوار کی بارش ہوتی ہے۔ یہ رحمت خدا ہے۔

ہمارا کھانا خاص غلاف میں (پیش کردہ) نور ہے اور لبس خاص نور۔ خواب ہماری خلوت ہے اور ہمیں حضوری حاصل ہے۔

بیت

جس کو بھی دیدار نصیب ہوا، وہ فنا فی اللہ ہو گیا۔ وہ یادِ خدا سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہیں ہوتا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقر کا سلک سلوک دو قسم کا ہے۔ ایک مجاہدہ، ریاضت، خلوت، چلہ کشی، نوافل، صوم و صلوٰۃ کی پابندی، جس سے بارہ سال کی مدت میں وجود کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ شریعت کا مقام ہے، جو زبانی تسبیح خوانی اور

بقریہ تا دوازدہ سال حد بجد، دہ بدہ، متعلق بمتعلقہ، علیحدہ بہ علیحدہ نام زد بکید گر۔ غوث قطب دہقانی، بی خبر از قرب دیدار، توحید ربانی و دوازدہ سال پاکی قالب۔ این مقام طریقت است۔ غوث قطب طرانی، فوق العرش ہفتاد ہزار مقام کہ درمیان یک کروہ ہفتاد ہزار سالہ راہ۔ این غوث قطب بر ہوا سیرانی، طرفہ زد آدر دُبرد، قدم در توحید نبردہ۔ این مراتب ہواست کہ بر ہواست، بعید از دیدار خداست۔ دوازدہ سال بمراقبہ غرق، گوئی کہ مردہ است۔ طالب خود را نبردہ۔ این مقام حقیقت است۔ حق و باطل داند۔ طالبان خود را بحضور مشرف دیدار رسانیدہ نتواند۔ این غوث قطب روحانی کہ درانا کشف کرامات غود، از دیدار اللہ دور تر۔ باقی دوازدہ سال بکشتن نفس، احوال، حقایق حاصل کردن ماضی، مستقبل، حال۔ این مراتب از معرفت بعید۔ از قرب اللہ وصال ہنوز خام خیال۔ این جملہ ریاضت و مجاہدہ بہر چار مقام چہل و ہشت سال، ہنوز مراتب درجات است۔ فقیر برین مراتب کمینہ و کمتر ہرگز نظر نکند۔

آن فقیری عارف باللہ صاحب نظر معرفت دو قسم است:۔

اوّل، معرفت صفات تماشا بین درجات۔

دوم، معرفت تماشہ بین مشاہدہ، معرفت ملاقات ملازم دوام مولیٰ انیست معرفت ذات اعلیٰ فنا فی اللہ باحق تعالیٰ۔

مرشد کامل آنست کہ ہر مقامات درجات تماشہ ہژدہ ہزار عالم کُل مخلوقات نمودار نمودہ داند کہ در دل طالب باقی افسوس نماند۔ بعد ازان لسلطان الفقر وسلیت

زمین و آسمان کی سیر سے تعلق رکھتا ہے، ایسے شخص کو غوث قطب نفسانی کہتے ہیں، ایک ایسا شخص بھی ہے، جو بارہ سال تک قریہ بقریہ، حد بہ حد، متعلقہ بہ متعلقہ، علیحدہ بہ علیحدہ مختلف ناموں کے ساتھ پھرتا ہے، اسے غوث قطب دہقانی کہتے ہیں، لیکن وہ توحید ربانی، قرب دیدار سے بیخبر ہوتا ہے۔ ایک ایسا شخص بھی ہے، جو بارہ سال میں پاکیزگی قلب حاصل کر لیتا ہے۔ اسے مقام طریقت کہتے ہیں۔ تیسرے غوث قطب طیرانی کا مقام ہے، جو عرش سے اوپر ایک میل کے درمیان ستر ہزار مقام ستر ہزار سالہ راہ طے کرتے ہیں۔ یہ غوث قطب ہوا پر سیر کرنے والے ہیں، جو طرفۃ العین آمد و رفت رکھتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ابھی توحید میں قدم نہیں رکھا۔ یہ بھی نفسانی خواہشات کے مراتب ہیں، جو نفسانی خواہشات پر مبنی ہیں، لیکن دیدار خدا سے بعید ہیں، کہیں کوئی شخص بارہ سال مراقبہ میں مستغرق رہتا ہے، گویا وہ مردہ ہے۔ طالب خود اپنے آپ کو نہیں لے جاتا۔ یہ مقام حقیقت ہے کہ حق و باطل کے فرق کو تو جانتا ہے۔ لیکن اپنے طالبوں کو مشرف دیدار نہیں کرا سکتا۔ اسے غوث قطب روحانی کہتے ہیں۔ کہ وہ ابھی اپنی کشف و کرامات کی انانیت میں پھنسا ہوا ہے، لیکن دیدار الٰہی سے دور تر ہوتا ہے۔ باقی بارہ سال نفس کو قتل کرنے، ماضی، حال اور مستقبل کے حالات احوال و حقائق حاصل کرنے میں گزر جاتے ہیں۔ یہ مراتب بھی معرفت خداوندی سے بعید ہیں۔ ایسے شخص کو ابھی تک قرب اللہ وصال الٰہی حاصل نہیں۔ یہ سب خام خیالی ہے۔ یہ تمام ریاضت و مجاہدہ جو ان چاروں مقامات کے حصول میں اڑتالیس سال صرف کیے، پھر بھی وہ ابھی مراتب درجات کے چکر میں مبتلا ہے۔ فقیر ان کمینہ اور کمتر مراتب پر ہرگز نظر نہیں کرتا۔

اس عارف باللہ صاحب نظر معرفت فقیر کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱۔ معرفت صفات تماشہ بین درجات۔

۲۔ معرفت الٰہی کا تماشہ بین مشاہدہ کرنے والا۔ معرفت ملاقات سے مشرف ہونا۔ دوام ملازم مولیٰ ہونا۔ یہ سب معرفت ذات اعلیٰ کا حصول فنا فی اللہ باحق تعالےٰ ہونا نہیں ہے۔

مرشد کامل تو وہ ہے، جو تمام مقامات درجات اٹھارہ ہزار عالم کل مخلوقات کا نظارہ دکھا دے تاکہ طالب کے دل میں کوئی افسوس باقی نہ رہے۔ اس کے بعد

کند، حضور گرداند۔ بعد ازان فقر طلب کند۔

حدیث

تَفَکَّرُوْا فِیْ نِعْمَائِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ[1]

جائیکہ ذات در آید، اللہ مشرف حضور خواند۔ ذات بروی غالب انہ فکر ماند نہ شعور، ہمہ اُو است در مغز پوست۔ پس نعمت عظیم دیدار است و دولت معظّم دیدار است و لذت مکرّم دیدار است۔ و دیدار از فقر طلب۔ پس مراتب فقر چیست؟ و فقر کرا گویند؟ فقر آنست کہ بیک نظر و یا از حاضرات اسم اللہ ذات ہفت اندام طالب مرید پاک گرداند کہ تمام عمر احتیاج چلہ، ریاضت نماند و بایک توجہ مشرف دیدار، مقرّب حق، بحضور رساند و دیگر فقر آنؔ را گویند از قہر جلالیت، قرب تصور اسم اللہ ذات تمام عالم را کند فنا و یا آنکہ از جمالیت قرب اللہ تمام عالم مردہ را بحیات کند بقا۔ این مراتب فقر را فیض، فضل اللہ، عطا اللہ از لقا است۔ این است غوث قطب ربانی فنا فی اللہ فانی، بقا باللہ جاودانی، (بہچنان) حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ۔ تصور تیغ قاتل موذیات راکشتہ شد۔ از تصرف غرق فی اللہ نور ذات۔ فقیر کہ فنا فی اللہ ذات، ہرگز نظر نکند جاودان درجات۔

حرفی کہ باخدا برد و ہر دو جہان مثل غلام در قبض قید فرمانبردار شود۔ آن کدام حرف است کہ ازان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را مشرف است، شوق و شفقت۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

---

[1] تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ (اس کی نشانیوں پر غور کرو، اور اس کی ذات میں غور نہ کرو) نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

سلطان الفقر کا وسیلہ اختیار کرے، تاکہ حضوری حاصل ہو جائے۔ بعد ازاں فقر کو طلب کرے۔

حدیث

"اس کی نعمتوں میں غور و خوض کرو، اس کی ذات میں فکر نہ کرو۔"

جس جگہ اسم اللہ ذات آجاتا ہے، وہ لازماً حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات جس پر غالب آجاتا ہے، اسے فکر رہتا ہے، نہ اس کا شعور ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی "ہمہ اوست در مغز و پوست" کہتے ہیں۔ پس عظیم نعمت دیدار (الہیٰ) ہے۔ دولت معظم بھی دیدار ہے اور لذت مکرم بھی دیدار ہے۔ اور فقر سے دیدار طلب کر۔ پس فقر کے مراتب کیا ہیں؟ اور فقر کسے کہتے ہیں؟ فقر یہ ہے کہ وہ ایک ہی نظر سے یا حاضرات اسم اللہ ذات سے طالب مرید کے ساتوں اعضاء (اس طرح) پاک کر دیتا ہے کہ تمام عمر اسے چلہ، ریاضت کی احتیاج نہیں رہتی اور وہ ایک ہی توجہ سے مشرف دیدار اور مقرّب حق بنا دیتا ہے اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ دیگر فقر اس کو کہتے ہیں، جو قرب تصوّر اسم اللہ ذات اور قہر و جلالیت سے تمام عالم کو فنا کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ وہ قرب اللہ کی جمالیت سے تمام مُردہ عالم کو زندہ کر کے بقاء عطا کر دیتا ہے۔ فیض، فضل اللہ، عطاءُ اللہ کے یہ مراتب فقر کو لقاء سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اسے ہی غوث قطب ربانی فنا فی اللہ فانی اور بقاء باللہ جاودانی کہتے ہیں۔ جیسے حضرت شاہ عبد القادر جیلانیؒ ہیں۔ (فقراء) موذیوں کو قتل کرنے والی تصوّر کی تلوار رکھتے ہیں۔ وہ تصرف سے غرق فی اللہ نور ذات ہوتے ہیں۔ جو فقیر کہ فناء فی اللہ ذات ہے، وہ ہرگز بھی درجات پر نظر نہیں کرتا۔

وہ حرف جو خدا تک لے جاتا ہے اور جس سے ہر دو جہان غلاموں کی مانند قید و قبضہ میں آکر فرمانبردار ہو جاتے ہیں، وہ کونسا حرف ہے کہ جس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو شرف حاصل ہے۔ وہ (حرف) شوق و شفقت ہے۔

اللہ بس ماسوای اللہ ہوس

آن کدام اسم است ہر کہ آن اسم اعظم را میخواند، احتیاج ظاہر و باطن احتیاج علم علوم نماند۔ اسم اعظم کدام است؟ اسم اعظم را حاصل کردن اسم اللہ ذات توفیق تمام است۔

بیت

اسم اعظم متصل با ہوؑ بود ورد با ہوؑ روز و شب یا ہوؑ شود

اسم اعظم نفع ندھد و تاثیر نکند و روان نگردد جز وجود معظم بجز اجازت عارف مکرم۔
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اِسْمُ اللّٰہِ شَیْءٌ طَاہِرٌ لَا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاہِرٍ[1]

چون روز قیامت قائم شود و حساب گاہ شود، مردم در سہ صف باشند۔ یک صف طالب اللہ کہ جدا جدا بندہ در بندگی اللہ۔ دوم صف طالب دنیا کہ روز و شب حرص، طمع، بعدہٗ در بندگی دنیا و قید حکم مثل غلام دنیا۔ سوم صف کافر مشرک کہ در طلب معصیت، طالب شیطان و در حکم قید قبض مطلق غلام شد شیطان۔

خدای تعالیٰ دوستان خود را قرب خود گرداند و طلب میدھد دیدار حضور۔ از اہل دنیا و کفار بیزار با حجاب دور و حکم شود کہ ای دنیا! طالبان خود را دیدار بدہ۔ چون اہل دنیا روی دنیا بہ بینند، در فریاد در آیند کہ خداوندا! از روز و شب پیشت دنیا مایان را دوزخ اختیار۔ اللہ تعالیٰ میفرماید کہ ای اہل دنیا! دنیا دوست شمایان است۔ از دوستان خود آنجای بیزار نمی شدید کہ در دنیا دوست داشتہ بودید و در دل شجرہ بخل کاشتید و شیطان را حکم شود کہ برو در کفار ملاقات کن۔ کفار از شیطان بیزاری قبول کنند

---

[1] الحدیث

وہ کونسا اسم ہے کہ جو کوئی اس اسم اعظم کو پڑھتا ہے، اُسے ظاہر و باطن میں علم علوم کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اسم اعظم کونسا ہے؟ اسم اعظم اسم اللہ ذات کی توفیق تمام سے حاصل ہوتا ہے۔

بیت

اسم اعظم متّصل باھُوؒ ہوتا ہے۔ باھُوؒ کا ورد شب و روز یاھُو ہوتا ہے۔
جب تک وجود معظّم نہ ہو اور عارف مکرّم کی اجازت نہ ہو، نہ تو اسم اعظم وجود میں کوئی تاثیر کرتا ہے۔ اور نہ ہی فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی رواں ہوتا ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:۔
"اسم اللہ ایک پاک شے ہے، جو پاک مقام کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی"۔
جب قیامت کا دن قائم ہوگا۔ اور روز حساب ہوگا، تو لوگ تین صفوں میں ہوں گے۔ ایک صف طالب اللہ لوگوں کی ہوگی، جو جُدا جُدا جیسی جیسی زندگی انہوں نے اللہ کی بندگی میں گذاری ہوگی۔ (کھڑے ہونگے) دوسری صف دنیا کے طالبوں کی ہوگی، جو شب و روز حرص و طمع میں مبتلا رہے ہوں گے۔ بعدہٗ وہ دنیا کے بندے اس کی قید و حکم میں مثل غلام کے ہوں گے۔ تیسری صف کافر اور مشرک لوگوں کی ہوگی، جو گناہ کے طلبگار شیطان کے پیروکار، اس کے قید و قبضہ اور غلامی میں پوری طرح ہوں گے۔

خدا تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔ اور اپنا دیدار حضوری بخشیں گے۔ اہل دنیا اور کفّار سے بیزار ہو کر دور حجاب میں ہوں گے۔ اور دنیا کو حکم ہوگا کہ اے دنیا! اپنے طالبوں کو اپنی اصلی صورت دکھا۔ جب دنیا دار دنیا کا چہرہ دیکھیں گے کہ وہ (کتنی بھیانک اور کریہہ المنظر ہے) تو وہ فریاد کرنے لگیں گے کہ خداوندا! اس دنیا کی شب و روز رفاقت سے بہتر ہے کہ ہمیں دوزخ اختیار کرنے کی اجازت دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے اہل دنیا! دنیا تو تمہاری دوست ہے۔ تم لوگ دنیا میں تو اس سے بیزار نہ تھے اور دنیا میں اس کو محبوب رکھتے تھے۔ اور تم نے اپنے دل میں بخل کا پودا لگا رکھا تھا۔ شیطان کو بھی حکم ہوگا کہ جاؤ اور اپنے کافر

دوزخ نار۔ اللہ تعالیٰ امیفرماید کہ در دنیا از من (جدا) بود، دید جدا۔ اکنون از دوست بیزاری قبول کند۔ بیزار ہمین از شما باشد۔ من بیزارم۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ؀[1]

حکم شود شیطان کافران را ہمراہ خود گرفتہ بدوزخ و دنیا نیز دوستان خود را النّار فی السّقر بموافق لذت حق عذاب و کافران را " دَائِمٌ فِی النَّارِ فِیْهَا خَالِدِیْنَ" آید و اہل طائفہ خاصہ فقر خلاصہ غرق فی انوار مرد دیدار پروردگار۔

تو خود را از کدام می شماری ؟

چون روز قیامت روحانی از قبر برآیند، ہیچ اہل دنیا روی بقبلہ نباشند از قبلہ پشت۔

چون روز قیامت قائم شود بر فرشتگان حکم بود کہ ای فرشتگان! خیمہ بر سر دوزخ بر صراط استادہ کنند و تمامی فقرا را در آن خیمہ آوردہ بہ نشانند و فقیران با عادت قدیم قلب سلیم در غرق تصور اسم اللہ ذات در آید، شعلہ آتش تجلی از وجود غلبات اسم اللہ ذات از وجود مثل برق زند۔ ہفت دوزخ از آتش اسم اللہ ذات تو چہ خاک خاکستر بودنابود گردد آتش، و اہل دوزخ در راحت خواب روند۔

باز حکم شود کہ ای فرشتگان! طائفہ فقرا را بگویند کسانی کہ شما نرا در دنیا لقمہ طعام و پارچہ و آب دادہ باشد، آنہا را دست گرفتہ در بہشت در آید، فقیران

---

[1] سورہ محمد ۴۷ : ۱۱

ساتھیوں سے ملاقات کرو۔ لیکن کافر شیطان سے بیزار ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ ہمیں (شیطان کی ہم نشینی کی بجائے) نار و دوزخ قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دنیا میں تم مجھ سے جدا رہے۔ اب آج اپنے دوست سے بھی بیزار ہو۔ جیسے تم نے دنیا میں مجھ سے بیزاری اختیار کر رکھی تھی۔ آج میں بھی تم سے بیزار ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مولیٰ (دوست) ہے جبکہ کافروں کا کوئی دوست نہیں (اللہ کے یہاں)"[1]۔

پھر حکم ہوگا کہ شیطان کافروں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو۔ نیز دنیا بھی اپنے دوستوں کے ساتھ نار دوزخ میں داخل ہو۔ وہاں وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق عذاب کی لذت چکھیں گے اور کافر ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں رہیں گے۔ فقرا کے گروہ میں سے خاصہ خلاصہ فقیر جو دنیا میں غرق انوار دیدار پروردگار رہ کر جان دیں گے، (دائمی طور پر مشرف دیدار ہوں گے)۔ تو اپنے آپ کو کس گروہ میں شمار کرتا ہے؟ (فقیر یا دنیادار) روز قیامت جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے، تو کوئی بھی دنیادار قبلہ رُخ نہ ہوگا، بلکہ پشت بقبلہ ہوں گے۔ جب روز حشر قائم ہوگا، تو فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اے فرشتو! دوزخ کے اُوپر جو پلصراط ہے، اس کے اوپر خیمے نصب کرو، اور تمام فقرا کو ان خیموں میں بٹھاؤ۔ فقرا اپنی پرانی عادت کے مطابق تصور اسم اللہ ذات میں مستغرق قلب سلیم لے کر داخل ہوں گے۔ غلبات اسم اللہ ذات کے سبب ان کے وجود سے شعلۂ آتش کی تجلّی بجلی کی مانند ظاہر ہوگی۔ ساتوں دوزخ اسم اللہ ذات کی توجہ اور تمازت سے، خاک سے خاکستر اور بود سے نابود ہو جائیں گے۔ (یعنی دوزخ کی آگ سرد پڑ جائے گی) اور اہل دوزخ آرام پاکر سو جائیں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ اے فرشتو! ان فقرا کے گروہ سے کہہ دو کہ وہ لوگ کہ جنہوں نے تم (فقرا) کو دنیا میں کھانے کا لقمہ دیا ہو، کپڑا پہنایا ہو یا پانی پلایا ہو، ان کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل

---

[1] اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں، مگر دنیا میں ان کے ساتھ وہی معاملہ برتتا ہے، جو اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے جاری رکھا ہے۔

ہمچنان کند ۔ قوت فقیر و توفیق فقر و بر آن فقر اخلاص فقیر و بخدمت خیرات فقر و فیض فضل فقیر آنرا آن روز معلوم خواہد شد ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ط[1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ ط[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلدُّنْیَا سَلَاطِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ وَالْعَافِیَۃُ ط[3]

بدانکہ طالب مرید قادری را فتح از طریقۂ قادری است و اگر کسی بطریقۂ دیگر رجوع آرد و میشود مرید یرید است و اگر میکند طلب ، از برکت سلب گردد ، مراتب کلب دریابد و اگر کسی میگوید کہ من از ہر طریقہ میدارم خلاف حکم خلافت ، بر سخن او اعتبار نباید آورد کہ آن ولد زناہ است ۔ بسیار پدر دارد ۔ سخن او لاف است ۔ قادری لایحتاج نر شیر است ۔ خدا نخواستہ باشد کہ طالب مرید قادری بطریقۂ دیگر رجوع آرد ، قادری مرید طالب قادری بہر طریقہ غالب ۔

ابیات

باہوؒ ہر کہ طالب شد مریدی قادری	قادری حاضر نبیؐ بر دین قوی
قادری را بس بود قادر کرم	پیشوایش شاہ آنرا نیست غم
من مریدی شاہ میرانؒ مرد دین	خاک پای غلامانش بودم ز دل یقین

---

[1] سورہ مائدہ ، ۵ : ۵۴ ۔ [2] جامع الترمذی ، مشکوٰۃ شریف ، جامع الصغیر ج ۶ ، ص ۱۶ ، کنوز الحقائق ص ۶۴

[3] الحدیث ۔

کردیں۔ فقراء ایسا ہی کریں گے۔ فقیر کی قوت، فقر کی توفیق، اور اس فقر پر فقراء کا اخلاص، خدمت اور خیرات، فقیر کا فیض فضل اسی روز لوگوں کو معلوم ہوگا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"وہ مومنوں پر نرم دل ہیں (اور) کافروں پر زبردست ہیں"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیے جنت ہے"

نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"دنیا میں سلاطین اور کافر عافیت سے زندگی گزارتے ہیں"

جان لو کہ طالب قادری مرید کو فتح قادری طریقہ سے ہی ہے اور اگر کوئی شخص دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے گا یا ہوگا، تو ایسے مرید کو رد کر دیا جائے گا۔ اگر وہ کسی دوسرے (سلسلہ کے مرشد) سے کچھ طلب کرے گا تو (اس کا فیض) سلب ہو کر وہ مراتب کذب (کتا) میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے ہر طریقہ (سلاسل) سے حکم خلافت حاصل ہے، تو ایسے شخص کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ وہ حرامی شخص ہے، جو کئی باپ رکھتا ہے۔ وہ لاف زن ہے۔ قادری لاتحاج شیر نر ہے۔ خدانخواستہ ہی کوئی ایسا طالب مرید قادری ہوگا، جو کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ قادری مرید، جو قادری طریقہ کا طالب ہے، وہ ہر طریقہ پر غالب ہے۔

ابیات

اے باہوؒ! جو کوئی طالب مرید قادری ہوا۔ وہ مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا۔ وہ دین پر قوی ہوتا ہے۔

قادری کو قادر مطلق کا بہت زیادہ کرم حاصل ہوتا ہے۔ جس کا راہبر شاہ عبدالقادر جیلانیؒ ہوں، اس کو کوئی غم نہیں ہے۔

میں سردین (پیران پیر) شاہ میرانؒ کا مرید ہوں۔ میں یقین دل سے ان کے غلاموں کی خاک پا رہوں۔

هر کہ منکر زین ہدایت خاک سر — ہر کہ این شد مریدش با بصر
باہُوؒ از غلامان غلامش خاکپاء — شاہ میرانؒ پیشوای باخدا

○

طریقہ قادری بسیار است بگفتن نام۔ باہو قادری کم است۔ قادری عارف تمام است۔ قادری را انسان باید شناخت۔ قادری از معرفت الٰہی توحید دریا نوش است۔ قادری ہرگز نباشد بادہ فروش۔ مرتبہ قادری قرب است با جمعیت و قادری قتال است قاتل نفس۔ قادری غنی است بلا غلط۔ قادری حق پسند است، بیزار از بدعت، سرود، حسن پرستی، از انا ہوای مستی است۔ فقیر کامل لایق ارشاد آنست کہ از برای امتحان چہار کسی را ارشاد تلقین کند۔ و جمعیت بخش۔

اوّل : بادشاہ ظلّ اللہ۔
دوم : علماء عامل ولی اللہ۔
سیوم : شیخ بی باطن۔
چہارم : جاہل را در قید علم کند۔

و نیز فقیر کامل آنست سہ کس را تلقین کند و جمعیت نماید۔

اوّل : عالم۔
دوم : منجّم۔
سیوم : شخص از ہیچ فقیر متشیان شدہ باشد۔

ہر کہ این سہ را تابع و طالب مرید کند، در راہ باطن فقیر مرشد مرد است۔

بیت

لوح و قلم و عرش و کرسی زیر اُو — نام اللہ بس ترا دیگر مگو

اس ہدایت سے جو کوئی منکر ہے، اس کے سر پر خاک ہو۔ جو کوئی ان کا مرید ہو گیا، وہ صاحب بصیرت ہو گیا۔

اے باہوؒ! میں ان کے غلاموں کا غلام ہوں، بلکہ اُن کے پاؤں کی خاک ہوں۔ شاہ میراںؒ جو با خدا ہیں، وہ میرے راہبر ہیں۔

قادری طریقہ پر چلنے والے اور قادری نام کے کہلوانے والے تو بہت ہیں، لیکن جنہیں با + ہُو کہا جائے، وہ قادری کم ہیں۔ قادری وہ ہے، جو عارف کامل ہو۔ انسان کو چاہیے کہ وہ قادری کو پہچانے۔ قادری وہ ہے، جو معرفت توحید الٰہی کا در بانوش ہو۔ قادری ہرگز شراب فروش نہیں ہوتا۔ قادری کا مرتبہ تو قرب جمیعت کا ہے۔ قادری قتّال ہے، جو نفس کو قتل کرتا ہے۔ قادری بغیر کسی غلطی کے غنی ہے۔ قادری حق پسند ہے۔ اور بدعت، سرود، حُسن پرستی، اور انانیت ہوا کی مستی سے بیزار ہوتا ہے۔ لائق ارشاد فقیر کامل وہ ہے، جو امتحان کی خاطر چار اشخاص کو ارشاد و تلقین کرتا ہے۔ اور جمیعت بخشتا ہے۔

اوّل، بادشاہ ظل اللہ۔

دوم، علماء و عامل ولی اللہ۔

سوم، شیخ بے باطن۔

چہارم، وہ جاہل کو علم کی قید میں لے آتا ہے۔

نیز کامل فقیر وہ ہے، جو تین اشخاص کو تلقین کرے اور جمیعت عطا کرے۔

اوّل، عالم۔

دوم، منجم۔

سوم، وہ شخص جسے کسی فقیر سے فیض حاصل نہ ہوتا ہو۔

جو کوئی ان تینوں کو تابع، طالب اور مرید کرے۔ راہ باطن (حق) میں فقیر مرشد مرد وہی ہے۔

بیت

لوح و قلم و عرش و کرسی اس کے نیچے (مطیع) ہیں۔ تیرے لیے اللہ کا نام کافی ہے، اور کسی چیز کا ذکر نہ کر۔

عجب دارم ازان قوم احمق قوم کہ درمرتبہ تلمیذ الشیطان ومیگویند تلمیذ الرحمٰن۔ درمرتبہ قید شیطان خطرات وساوس ومیگویند اویس۔

باھوؒ! آن کدام چیز است کہ برہر امور غالب ساز تصور اسم اللّٰہ ذات کلید مطالب است۔ یعنی توجہ است توجہ کہ از تصور تاثیر اسم اللّٰہ ذات است۔ آن توجہ مثل تیغ قتل است۔ مرشدی کہ بدین صفت موصوف نباشد، ناقص، خام ازو تلقین گرفتن مطلق حرام، کہ سیماب کشتہ نشود ولایق خوردن کیمیا نگردد، دیگر آنکہ عالم عامل رامعرفت توحید اللّٰہ حاصل نشود، مگر بمرشد کامل۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

كُلُّ طَرِيْقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيْعَةُ فَهُوَ زِنْدِيْقَةٌ[1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

اَلصُّحْبَةُ الْغَنِيِّ سَمًّا قَاتِلًا لَا دَوَاءَ لَهٗ[2]

پس ہرچہ باشد محض لِلّٰہ۔

ابیات

ذکر را بگذار وشو زندہ قلب	تاترا حاصل شود توحید رب
قادری را این مراتب باحضور	قادری خاص است خاص الخاص نور
شد مریدی قادری روشن ازل	این طریقہ فیض رحمت حق فضل
ہرکہ منکر زین طریقہ رو سیاہ	رافضی زندیق شد دشمن اِلٰہ
باھوؒ قادری رامی شناسد بانظر	ہمچو زرگر می شناسد سیم وزر

---

[1] مرغوب القلوب تبریزیؒ، ص ۹ [2] الحدیث

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو ہیں تو شیطان کے زُمرہ میں، مگر اپنے آپ کو تَلْمِیْذُ الرَّحْمٰن کہتے ہیں۔

مقام کے لحاظ سے وہ ابھی شیطانی خطرات و وساوس کی قید میں ہیں، لیکن اپنے آپ کو "اویسی" کہتے ہیں۔

اے باہوؒ! وہ کونسی چیز ہے؟ کہ جس سے تمام امور پر غالب آتے ہیں (وہ کونسی چیز ہے جس میں) تصور اسم اللہ ذات سے مطالب کو حل کرنے والی کلید حاصل ہوتی ہے۔ یعنی وہ توجہ ہے۔ ایسی توجہ جو تصور تاثیر اسم اللہ ذات سے ہے۔ وہ توجہ تلوار کی مانند قتل کرنے والی ہے۔ جو مرشد اس صفت سے متصف نہ ہو، وہ ناقص اور خام ہے۔ اس سے تلقین لینا مطلقاً حرام ہے، کیونکہ جس طرح پارے کا کُشتہ (کسی کامل کے بغیر) کھانے اور کیمیاء کے لائق نہیں ہوتا، اسی طرح مرشد کامل (کی نظر) کے بغیر کسی عالم عامل کو معرفت توحید الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس طریقہ کو شریعت نے رد اور ناپسند کیا، اس پر چلنا بے دینوں کا کام ہے۔"

نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اُمراء کی صحبت زہر قاتل ہے، جس کا کوئی علاج نہیں۔"

پس جو کچھ بھی ہو، محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔

ابیات

ذکر کو چھوڑ دے اور زندہ قلب ہو جا۔ تاکہ تجھ کو توحید رب حاصل ہو جائے۔

قادری کو یہ مراتب حضوری سے حاصل ہیں۔ خاص قادری خاص الخاص نُور سے ہے۔

مرید قادری روز ازل سے روشن ہے۔ یہ طریقہ فضل حق، فیض رحمت سے ہے۔

جو کوئی اس طریقہ کا مُنکر ہے، وہ رُوسیاہ ہے، وہ رافضی، بے دین اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

باہوؒ قادری کو نظر سے پہچان جاتا ہے جسطرح زرگر سیم و زر کو پہچان جاتا ہے۔

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کی بود بی شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر

کعبہ را در دل بہ بینم جان کنم بروی فدا
در مدینہ دائم ہم صحبتی با مصطفیٰؐ

خلق مارا خویش داند من بہ باطن با رسولؐ
عارفان را راہ این است لشنو اہل الوصول

طالب عاقبت محمود می بیند لقار
طالب عاقبت مردود با نفس ہوا

عمر گر بی حضوری اگرچہ باشد صد سال
ازان بہتر و خوشتر باشد عمری یکدم کہ بگذرد مشاہدہ مع اللہ وصال

از ازل تا ابد بودم با وصال
احتیاجی نیست قصہ قیل و قال

چشم آن باشد کہ با قدرت نگر
چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر

ہر کہ می بیند بداند بی مثل
معرفت توحید این است حق وصال

ہر کہ خود ز خود فانی شود بیند چہ چیز
لایق دیدار بہ و ز جاہ عزیز

نفس، دم، دل، روح از وی بی خبر
با جثہ نوری بہ بینم بالنظر

۵

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط "آمین"

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

علم باطن مکھن کی طرح ہے اور علم ظاہر دودھ کی مانند ہے۔ دودھ کے بغیر مکھن کیسے ہو سکتا ہے؟ اور پیر کے بغیر پیر کیسے ہو سکتا ہے؟

میں اپنے دل میں کعبہ دیکھتا ہوں، اس پر میں اپنی جان نچھاور کرتا ہوں۔ میں مدینہ میں ہوں اور ہمیشہ صحبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوں۔

مخلوق ہم کو اپنے ساتھ جانتی ہے، لیکن ہم باطن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اے اہل الوصول! (غور سے) سن لو۔ عارفوں کی یہی راہ ہے۔

جس طالب کو لقا حاصل ہے، اس کی عاقبت قابل ستائش ہے۔ نفسانی خواہشات کے حامل طالب کی عاقبت مردود ہے۔

اگرچہ عمر سو سال بھی ہو، مگر وہ بے حضوری کی ہو، تو اس سے ایک گھڑی کی عمر بہتر اور عمدہ ہے، جو مع اللہ وصال کے مشاہدہ میں گزری ہو۔

میں روز ازل سے ابد تک باوصال رہا ہوں۔ اب مجھے قیل وقال اور قصہ بیان کرنے کی کیا حاجت ہے؟

آنکھ تو وہ ہونی چاہیے جو قدرت خدا کو دیکھے۔ ورنہ ظاہری آنکھیں تو گائے اور گدھے بھی رکھتے ہیں۔

حقیقی ناظر اس کو بے مثال تصور کرتا ہے۔ یہ حق کے ساتھ وصال ہونا ہی تو معرفت توحید ہے۔

جو کوئی فنا فی اللہ ہو جاتا ہے، وہ کیا چیز دیکھتا ہے؟ وہ ہر جا اور ہر چیز سے عزیز کا دیدار کرتا ہے۔

نفس، دم، دل اور روح اس سے بے خبر ہے۔ میں جثہ نوری سے بانظر اس کو دیکھتا ہوں۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط "آمین"

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

مناجات

خالقا بی چارۂ را ہم ترا ‎ ‎ ہمچو مورِ لنگ درگاہ ہم ترا

بی تنی بی دولتی بی حاصلی ‎ ‎ بی نوای بیقراری بی دلی

دین زدستم رفت دنیا گم شدہ ‎ ‎ صورتم نا ماندہ معنی گم شدہ

من نہ کافر نی مسلمان ماندہ ام ‎ ‎ درمیانِ ہر دو حیران ماندہ ام

نی مسلمانم نہ کافر چون کنم ‎ ‎ ماندہ سرگردان و مضطر چون کنم

یارب اشک و آہ بسیارم ہست ‎ ‎ گر نہ دارم ہیچ این بارم ہست

ہم تنِ زندانیم آلودہ شد ‎ ‎ ہم دل محنت کشم فرسودہ شد

ماندہ ام در چاہ زندان نی پا لبست ‎ ‎ در چنین چاہم کہ گیرد جز تو دست

پاک کن این گردِ رہ از جان من ‎ ‎ پس بشو از اشکِ من دیوان من

گرچہ بس آلودہ در راہ آمدم ‎ ‎ عفو کن گر حبس و زچاہ آمدم

(اے میرے پروردگار میں تیری راہ میں بے یار و مددگار ہوں۔ تیرے آستانے پر ایک لنگڑی چیونٹی کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ میں ایک بے کس غریب اور مفلس ہوں۔ بے ساز و سامان، بے دل اور بے چین ہوں۔ دین بھی میرے ہاتھ سے گیا اور دنیا بھی کھو گئی۔ صورت بھی باقی نہیں رہی اور جان بھی کھو بیٹھا۔ میں نہ کافر ہوا اور نہ مسلمان ہی رہ گیا۔ اب ان دونوں کے بیچ میں حیران پڑا ہوا ہوں۔ جب میں کافر بھی نہیں اور نہ مسلمان۔ بس پریشان اور بے چین ہوں تو میں کروں تو کیا کروں۔ بار الٰہا! میری آہیں بہت ہیں اور آنکھوں میں آنسوؤں کی فراوانی ہے۔ اگرچہ اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن

یہی دونوں میرے مددگار ہو سکتے ہیں۔ یہ قید میں گرفتار میرا جسم کثافتوں سے آلودہ ہے۔ اور یہ محنت اٹھانے والا میرا دل نحیف و زار ہو چکا ہے، میں کنویں کی قید میں مقید پڑا ہوا ہوں۔ ایسے تاریک کنویں سے سوائے تیرے اور کون میرا ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے۔ راستے کی گرد و غبار سے میری جان کو پاک و صاف کر دے اور میرے ہی آنسوؤں سے میرا نامۂ اعمال دھو دے۔ اگرچہ تیرے راستے میں گناہوں سے بہت ہی آلودہ ہو کر آیا ہوں تو مجھے معاف فرما دے۔ کیونکہ میں دنیا کی قید اور حرص و ہوس کے کنویں سے نکل کر آ رہا ہوں)۔

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
رحم فرما کہ ز حد می گذرد تشنہ لبی
نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوی تو شد بی ادبی

ذرۂ خاکپای سگان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے، بی، نسیم

ابیاتِ باھُوؒ

ہور دَوا نہ دل دی کاری کلماں دِل دِی کاری ہُو
کلماں دُور زنگار کریندا کلمیں میل اتاری ہُو

کلماں ہیرے، لعل، جواہر، کلماں ہٹ پساری ہُو
ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں باہُوؒ کلماں دولت ساری ہُو